

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

چھٹا اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 12 جنوری 2019ء، بروز ہفتہ بھر طبق 505 جمادی الاول 1440 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	چیرمینوں کے پیئیں کا اعلان۔	04
3	نو منتخب رکن اسمبلی جناب قادر علی کی حلف برداری۔	04
4	رخصت کی درخواستیں۔	04
5	قرارداد نمبر 9 می جانب: جناب نور محمد دمڑ، رکن اسمبلی۔	15
6	قرارداد نمبر 10 می جانب: جناب نور محمد دمڑ، رکن اسمبلی۔	37
7	زیر و آور۔	40
8	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	62

الیوان کے عہدیدار

اپیکر میر عبدالقدوس بن جو
ڈپٹی اپیکر سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔ جناب شمس الدین
ایڈشنس سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔ جناب عبدالرحمن
چیف روپورٹر۔۔۔۔۔ جناب مقبول احمد شاہوائی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 12 جنوری 2019ء بروز ہفتہ برتاؤں 50 جمادی الاول 1440 ہجری، بوقت سہ پہر 04:00 جگہ 05 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی، اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

قائم مقام اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَأَنْفَقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاهُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدٌ كُمُ الْمُوْتُ فَيَقُولُ رَبِّ لَوْلَا أَخْرَجْتَنِي إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ لَا فَآصَدَّقُ وَأَكُنُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَلَنْ يُؤْخِرَ اللّٰهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا طَ وَاللّٰهُ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

﴿پارہ نمبر ۲۸ سورۃ المنافقون آیت نمبر ۱۰۱﴾

ترجمہ: اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیری کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا، اور جو کچھ ہم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی باخبر ہے۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ط

قائم مقام اسپیکر : جزاک اللہ۔ مُسْمَمُ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ میں بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انضباط کا رجسٹر ۱۹۷۲ء کے قاعدہ نمبر ۱۳ کے تحت روای اجلاس کیلئے حسب ذیل ارکین اسمبلی کو پیش آف چیئرمین کے لئے نامزد کرتا ہوں۔

۱۔ ڈاکٹر ربانہ خان صاحبہ۔ ۲۔ جناب عبدالواحد صدیقی۔

۳۔ جناب اصغر خان اچھری صاحب۔ ۴۔ جناب احمد نواز بلوج صاحب۔

Half برداری۔ اب میں حلقہ پی بی-26 کوئٹہ ۱۱۱ سے نئے منتخب ہونے والے رکن، بلوچستان صوبائی اسمبلی، جناب قادر علی نائل صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی نشست پر کھڑے ہو کر Half اٹھائیں۔

(اس مرحلے پر معزز رکن نے Half عہدہ اٹھایا۔۔۔ (ڈیک، بجائے گئے)۔

جناب اسپیکر : میں نو منتخب رکن صوبائی اسمبلی کو ہاؤس کی جانب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (داد تحسین) جی صدیقی صاحب۔

عبدالواحد صدیقی : جناب اسپیکر! گز شتنہ دنوں پیشین میں جو دھماکہ ہوا ہے۔ اس میں بہت سارے ساتھی زخمی ہوئے ہیں۔ ان واقعات کو کثرول کرنے کیلئے یا بار بار پیشین میں امن و امان کو خراب کیا جا رہا ہے۔

جناب اسپیکر : ایک دفعہ کارروائی کو شروع ہونے دیں اُس کے بعد میں آپ کو بولنے کا موقع دوں گا۔
عبدالواحد صدیقی : جی۔

جناب اسپیکر : سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔
عبدالواحد صدیقی : جی۔

مشش الدین (سیکرٹری اسمبلی) : میر محمد عارف محمد حسنی نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اسپیکر : آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی : میرضیاء اللہ لانگو صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب اسپیکر : آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی : میر اسد اللہ بلوج صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ ناسازی طبیعت کی بناء آج کی نشست

میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسمبلی:- میر نصیب اللہ مری صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسمبلی:- حاجی محمد خان اہری صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسمبلی:- میر محمد عمر خان بھالی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب اسپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسمبلی:- ملک سکندر خان ایڈو و کیٹ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسمبلی:- نواب محمد اسلم خان رئیسانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسمبلی:- میر نعمت اللہ زہری صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسمبلی:- حاجی محمد نواز صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔ میرے خیال میں گورنمنٹ والے آج رخصت پر ہیں۔

سیکریٹری اسمبلی:- جناب جانسن صاحب نے ناسازی طبیعت کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسمبلی:- محترمہ مستورہ بی بی نجی مصروفیات کی بناء آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اپیکر:- آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

نصراللہ خان زیرے:- جناب اپیکر! باہر اسمبلی کے main-gate districts پر مختلف کے چیزیں احتجاج پر ہیں۔ اگر آپ مہربانی فرمادیں اُن کیلئے اس House سے ایک کمیٹی بنادیں، حکومتی ارکان کا، اپوزیشن ارکان کا جو بھی ہیں، اُن کے پاس جائیں اور ان کے مطالبات سن لیں، اس کے بعد House کو اس سے مطلع فرمائیں۔

جناب اپیکر:- ٹھیک ہے۔ جی قادر علی نائل صاحب۔

قادر علی نائل:- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکریہ جناب اپیکر! سب سے پہلے میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے اتحادی جماعتوں کا کہ ۳۱ دسمبر کے ضمنی انتخابات میں اور اسی طرح اپنے حلقة کے ووٹر زکا کہ اُنہوں نے ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی پر ایک بار پھر اعتماد کا اظہار کیا۔ اور میں خوشی کا احساس کر رہا ہوں کہ آج اپنے یونیورسٹی فیلوز کے ہمراہ اس مقدس ایوان میں اور انتہائی سینئر پارلیمنٹری نیز کے ساتھ اور بلوچستان کی تعمیر و ترقی اور خوشحالی کے لئے اپنا کردار یا اپنا حصہ ڈالنے کیلئے میں یہاں موجود ہوں۔ جناب اپیکر! ابھی ۱۰ جنوری کو دوں دن گزر گئے ہیں۔ دو دن پہلے ہم سوگ منا کرائے ہیں۔ اور یہ سوگ ہمارا سال بھر چلتا رہ رہا ہے چلتا رہے گا۔ جنوری کا مہینہ ہمارے لئے بہت بھاری ہے کہ اسی جنوری کے مہینے میں گزشتہ پندرہ سال سے بلوچستان میں جو بدمغی رہی ہے۔ ہمارا شہید چیز میں حسین علی یوسفی کو اسی جنوری کے مہینے میں ہم سے جدا کیا گیا۔ ۱۰ جنوری کو انتہائی دل خراش واقع ہوا۔ یہ گزشتہ پندرہ سالوں سے بلوچستان بدمغی کا شکار نہیں تھا۔ بلکہ یہاں پندرہ سالوں سے خون بہتا تھا۔ کن کا خون؟۔ اُن بزرگوں کی نسلوں کا خون جنہوں نے اپنے پیسے سے اس کوئٹہ شہر کو بسا یا، اُن کے بچوں کے خون سے کوئٹہ کی سڑکوں کو، گلی گلیوں کو نگین کر دیا۔ لیکن جو بھی اہو بہتا گیا یہاں ہمارے بچوں کا، ہمارے بزرگوں کا، اُن شہداء کی روح نے اس سرزی میں کے ساتھ اس شہر کے ساتھ ہمارے commitments کو اور بھی مضبوط کر دیا اور ہم نے تمام تر نسلی کشی بربریت اور دشمنگردی کا ایک مذہب قوم کی حیثیت سے، ایک

civilized قوم کی حیثیت سے، جمہوری اور پُر امن طریقے سے اور اپنے ایک slogan کے ذریعے مقابلہ کیا۔ جو امن، محبت اور بھائی چارہ اور یہی slogan لیکر ہم کوئئے سے بلوچستان کے کونے کونے میں ہر جگہ گئے۔ اور ہمیں پذیرائی بھی ملی۔ جناب اسپیکر! بحیثیت سیاسی کارکن جو گزشتہ پندرہ میں سال سے میں وابستہ ہوں یا سیاسی عمل کا حصہ رہا ہوں۔ مجھے بلوچستان کی احساس محرومی، بلوچستان کی غربت، بلوچستان کی پسمندگی، یہاں میرٹ کی بدترین پامالی، یہاں بعد عنوانی، یہاں غربت، ان سارے مسائل کا ادراک ہے۔ اور ان مسائل کا ذمہ دار جہاں تک ہمارا وفاق رہا ہے اُس سے زیادہ ہماری ماضی کی جماعتیں یہاں ماضی کی حکومتوں رہی ہیں کہ ہم نے اس شہر کے ساتھ اپنی صوبے کیسا تھا اپنی اس دھرتی کیسا تھا وفا نہیں کیا۔ ہم نے اپنی ذمہ داریوں سے بحیثیت ایک ذمہ دار نمائندہ یا ذمہ دار حکومت پہلوتھی کی۔ جو فرائض ہمارے تھے وہ ہم نے انجام نہیں دیے۔ اور آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ بلوچستان ستر سال پہلے جہاں کھڑا تھا آج مجھی اسی پسمندگی کا شکار ہے۔ چاہے وہ کوئئے ہو یا گواہ یا ژوپ میں ہو لیکن مجھے یقین ہے کہ آج کی اس ایوان میں موجود ہمارے تمام اپوزیشن اور حکومتی ارکان ان سب میں وہ صلاحیت موجود ہے کہ ہم اپنے اس صوبے کو اپنے اس دھرتی کو خوشحال بنائیں، ترقی دے سکیں۔ جناب اسپیکر! جس شہر سے ہمارا تعلق ہے انتہائی چھوٹا شہر ہے۔ یہ ہے تو میڑو پولیٹن کار پوریشن لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس کی حالت کیا سے کیا بنا دی گئی ہے۔ ایک ٹریفک سگنل نہیں ہے میڑو پولیٹن کار پوریشن میں ستر سالوں سے ہم ایک ٹریفک سگنل نہیں دے سکے، اپنے شہر کو ایک ایسا پارک نہیں دیا ہے جہاں ہمارے بچے تفریجی لحاظ سے بہرہ مند ہوں۔ آپ یہاں شہر کی آلوگی دیکھیں۔ آپ ہمارا سیوری تج نظام دیکھیں۔ آپ اس شہر کا انفار اسٹر کچر دیکھیں۔ کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ہے۔ میں حکومتی رکن کی حیثیت سے کوئئے کے تمام جو منتخب ارکان ہیں چاہے وہ حکومت سے یا اپوزیشن سے ہو میں اس سے گزارش کرتا ہوں کہ کم از کم کوئئے کی سطح پر ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ بلکہ ہم مشترک طور پر اس شہر کو بنائیں، مشترک طور پر اس شہر کو ترقی کی طرف گامزن کر لیں۔ یہاں کا جوان فراستر کچر ہے۔ اس کی بھالی کیلئے اور دوسرا اہم بات جناب اسپیکر کہ ہم نے اس مقدس ایوان کو طویل عرصے سے سڑکوں، سیوری تج، چھوٹی چھوٹی سڑکیں اور سڑبریٹ لائٹس تک محدود کیا۔ اس مقدس ایوان کی اہمیت کو ہم نے کبھی سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ یہاں پچھلی حکومتوں میں، پچھلی ادوار میں کتنی قانون سازیاں ہوئی ہیں؟ کوئی پالیسیاں یہاں تشکیل دی گئی ہیں؟ جو ذمہ داری اسمبلی کی تھی یا جو ہمارے معزز ارکان کی ہے اس طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے۔ مجھے توقع ہے کہ یہ ایوان اور ان کے معزز ارکان اس اسمبلی کو اس کی حیثیت کے مطابق چلا کیں گے۔ یہاں قانون سازیاں ہوں گی۔ یہاں پر پالیسی سازی ہوگی۔ جو بھی

شعبے ہیں جو بھی شعبے ہیں جو بھی مجھے ہیں ان تمام پر قانون سازیاں ہو گئی مجھے تو قع ہے کہ اپوزیشن بھی اس حوالے سے ہمارے ساتھ تعاون کریگا اور جناب اسپیکر! PB-26 کی طرف آتا ہوں۔ ہم نے کہا امن، محبت، بھائی چارہ، یہ slogan تھا ہمارا، ہم اس کو پھیلانا چاہتے ہیں، ہم نفرتوں کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے دیکھا پوری دنیا نے دیکھا کہ ہم campaign کے دوران ہزارہ ٹاؤن میں محدود نہیں تھے۔ ایک علاقے میں ہم نے اپنی پشتوں بھائی کیسا تھا ہم نے اپنے بلوج بھائیوں کیسا تھا اس نعرے کیسا تھا گئے اور ہمارا ہر جگہ پر استقبال کیا گیا۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ رواداری، یہ بھائی چارہ، پی بی 26 سے نکل کر پورے کوئی شہر میں آجائے۔ یہاں سے بلوچستان میں پہلے اور ہم ایک مثال دے سکیں۔ میں پی بی 26 کو ایک مثال بناؤں گا کہ وہاں پر ایک ملٹی نیشنل، ایک حلقة ہے، ہمارا وہاں پر slogan ہم لوگ لے کر گئے تھے، بلا تفریق وہاں پر کام ہو گا۔ ہم رواداری، محنت اور بھائی چارے کو فروغ دیں گے۔ جناب اسپیکر! چونکہ صحافت سے میری والیگی رہی ہے۔ یہاں کوئی میں گزشتہ ایک ہفتے، ایک مہینے کے دوارن ہمارے بہت سے صحافی بھائیوں کو، صحافت سے والیطہ ملازمین کو نوکریوں سے برخاست کیا گیا ہے۔ مجھے احساس ہے کہ صحافی یہاں خصوصاً بلوچستان اور کوئی کے صحافی جن مشکل حالات سے گزر رہے ہیں ان کی jobs سیکورٹی تک نہیں ہیں جب چاہیں انہیں نکال دیں اور اسی طرح بحیثیت ادیب میں براہوئی اکیڈمی، بلوج اکیڈمی، پشتو اکیڈمی، ہزارگی اکیڈمی کا نمائندہ ہوں۔ میں یہاں کوئی کا بچ ہوں، کوئی کا لڑکا ہوں اور کوئی میں رہنے والے ہر انسان کا میں نمائندہ ہوں۔ ان کی نمائندگی کروں گا۔ اپنی صحافی برادری، اپنے ادباء اور شعراء کا ایک مؤثر آواز بنوں گا اس اسمبلی میں۔ بہت بہت شکریہ آپ سب کا۔ جناب اسپیکر!۔ شکریہ۔ جی واحد صدیقی صاحب۔

عبد الواحد صدیقی:- جناب اسپیکر صاحب! جس طرح کہ میں نے پہلے بتایا گزشتہ روز پشین بازار میں ریکوٹ کٹشوں میں کے ذریعے ہمارے تحصیلدار عبدالمالک ترین جو بوستان کا تحصیلدار ہے، ان کی گاڑی کو نشانہ بنایا گیا۔ جس سے درجنوں افراد زخمی ہوئے۔ چونکہ عبدالمالک صاحب جو تحصیلدار ہیں۔ ابھی تک وہ کوہہ میں ہیں۔ تو حکومت سے یہ گزارش ہے کہ ان کی جان بچانے کیلئے فوری اقدامات اٹھائے۔ اور باقی اللہ نے فضل کی ہے کوئی جانی نقصان تو نہیں ہوا ہے۔ لیکن sir گزارش یہ ہے کہ اس وقت ضلع پشین کے کوئی سائز ہے تین سو پولیس اہلکار جو کہ پشین سے باہر لے جائے ان سے خدمات لے رہے ہیں۔ ہم نے بار بار حکومت کے سامنے یہ بات رکھی ہے کہ پشین کے جتنے بھی پولیس ملازمین ہے ان کو فوری طور آپ پشین لا کیں۔ لیکن وہاں نفری کم ہونے کی وجہ سے آئے روز اس طرح کے دھماکے ہو رہے ہیں۔ تو آپ کی توسط سے حکومت بلوچستان خصوصاً وزیر اعلیٰ

بلچتران، جام کمال صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ اگر پیشین کی وہ نفری جو پولیس الہکار دوسرے اضلاع میں کام ان سے لے رہے ہیں کوئئے میں بھی ہیں، مستونگ میں بھی ہے اس، دوسرے اضلاع میں بھی ہیں، ان کو اگر فوری طور پیش کیا جائے ان کا ٹرانسفر کیا جائے تو شاید ان جیسے دل خراش و اعقات پر قابو پایا جاسکے۔ تو آپ کی توسط سے حکومت وقت کے خدمت میں یہ گزارش ہے کہ ان جیسے واقعات سے بچنے کیلئے پیشین کو جو نفری پولیس کی باہر دوسرے اضلاع میں کام کر رہے ہیں اس کو فوری طور آپ پیش ن منتقل کروادیں تاکہ ان جیسے واقعات پر قابو پایا جاسکے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر:- جی شکریہ۔ جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی:- شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ پونٹ آف آرڈر پر کچھ بول رہا ہوں، اُس کی وجہ بھی یہ ہے کہ یہ کچھ ایسے مسائل ہیں کہ جس دن سے ہماری نئی اسمبلی آئی ہے، ہم نے حلف اٹھایا ہے، اُس کے بعد ہماری حکومت بنی ہے۔ ہم نے اس اسمبلی کے اندر بار بار کچھ مسائل کا ذکر کیا ہے، جس میں وہ چاہے پانی ہو، بجلی ہو، گیس ہو، زمینداروں کے مسائل ہوں، قحط سالی، خشک سال ہو، مزدوروں کے مسائل ہوں، پیغمروں کے مسائل ہوں۔ لیکن جناب اسپیکر! دیکھنے میں یہ آرہا ہے جس طرح اب میں بول رہا ہوں وہاں سے کچھ دوست تو یہ اس اسمبلی کے اندر ہم نے جو مسئلے بار بار کوشش کئے ہیں، وہ بجائے حل ہونے کی وہ مسئلے پیچھے جا رہے ہیں۔ آج بھی ہمارے حلقے میں گیس کی انتہائی کی ہے۔ اور ایسا دن نہیں ہوتا ہے کہ ہم اور ہمارے ایم پی اے صاحبان گیس آفس کے اندر موجود نہیں ہوں گے، بجلی کے مسائل کے حوالے سے ہم نے جب اسپیکر صاحب! سے گزارش کی تو وہاں پر انہوں نے کیسکو کے اعلیٰ عہدیداروں کو بلایا۔ اسکو بھٹھایا گیا۔ ہم سب، ہمارے ساتھ حزب اقتدار کے بھی، آپ کے وزراء صاحبان بھی تھے۔ ہم لوگ بھی موجود تھے لیکن آج بھی اس بجلی کے مسئلے کا کوئی حل نہیں نکلا۔ ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب سے اپیل کی کہ زمینداروں کے ٹرانسفر مرز اٹھائے جا رہے ہیں۔ قحط سالی سے تباہ حال صوبے کے دور دراز علاقوں میں بجلی نہیں ہے۔

جناب اسپیکر:- اس کا میرے خیال میں پونٹ آف آرڈر نہیں بتتا ہے، اس کا ایک قرارداد اگر لاتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوانی:- جناب اسپیکر صاحب! اس لئے پونٹ آف آرڈر بتتا ہے کہ یہ بھی وہ اہمیت شدت اختیار کر رہا ہے کہ اب ہم جس دن بھی جاتے ہیں لوگ ہمارے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہمیں کوئی شنوائی نہیں ہو رہی ہے۔ ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب سے ان کا ذکر کیا ہم نے وزراء صاحبان سے ان کا ذکر کیا ہے۔

جناب اسپیکر:- اس کا باقاعدہ فوری نوعیت کا کوئی چیز ہے وہ سامنے لا میں، اس کا قرارداد لے آئیں۔

ملک نصیر احمد شاہواني:- جناب اپیکر صاحب! اس لئے یہ فوری نوعیت کا مسئلہ ہے کہ ہم روز جب اپنے بیٹھکوں میں جاتے ہیں لوگوں کی ایک انبار ہمارے بیٹھکوں میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور جب ان مسئلتوں کا حل وہاں سے نہیں نکلتا ہم اس اسمبلی میں اس کیلئے آواز اٹھاتے ہیں ہم اس اسمبلی میں آواز اس لئے اٹھاتے ہیں کہ کم از کم ہم لوگوں کو یہ دکھا سکیں کہ جو مسئلہ ہم وزیر اعلیٰ تک ہم پہنچاتے ہیں، ہم وزراء تک پہنچاتے ہیں، ہم کسی سیکریٹری تک پہنچاتے ہیں، وہ وہاں پر حل نہیں ہو پا رہے ہیں۔ اس لئے ہم ان کو دکھانے کیلئے کہ کم از کم آپ نے ہمیں نمائندہ منتخب کیا ہم اس ایوان میں آپ کی وہ بات اٹھا رہے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ وزراء کی غیر منسجمی اس حد تک ہے جناب اپیکر! کہ صرف اور صرف میرے خیال میں ہم جتنے بھی سوالات کرتے ہیں، سردار کھیت ان صاحب اٹھ کر صرف ان کا جواب دیتے ہیں۔ اور باقی سارے وزراء اور آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں یہ اس اسمبلی آپ کے سامنے ہے کہ آدھے سے زیادہ سے وزراء آپ کی وزیر اعلیٰ کیستھ چھٹی پر ہیں۔ میرے خیال میں سردار صاحب آپ پھر سارا دن بولے مجھے معلوم ہے کہ آپ بولنے رہیں گے ہر بندہ ہر دوست جب اٹھتا ہے۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب اپیکر:- معز زفسٹر ہیں، ہمارے بولنے نہیں رہیں گے، جو بولیں گے سچ بولیں گے۔

ملک نصیر احمد شاہواني:- جناب اپیکر صاحب! سردار بولتے رہیں لیکن وہ جو متعلقہ منسٹر یہاں پر موجود ہوتا ہے انکا جواب بھی سردار صاحب دیتے ہیں حتیٰ کہ وزیر اعلیٰ صاحب بھی بیٹھا ہوا ہوتا ہے، سردار صاحب ان کا جواب دیے دیتا ہے۔

جناب اپیکر:- سردار صاحب senior ہمارا Parliamentarian senior ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہواني:- ہمارا محترم ہیں، ہم ان کی قدر کرتے ہیں، احترام کرتے ہیں لیکن ان دوستوں نے جو حلف اٹھایا ہے کم از کم ان سے بھی کام لیا کریں۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قحط سالی اور خشک سالی کے حوالے ہم نے جو آواز اس اسمبلی کے فلور پر اٹھایا تھا شاء بلوج بیٹھا ہوا ہے اور تین دفعہ اٹھ کر کہا کہ اس کیلئے آج تک اسمبلی نے کمیٹی نہیں بنائی۔ اور اس وقت یہ دوستوں نے اس لئے اس کی کمیٹی نہیں بنائی کہ وزیر اعلیٰ صاحب موجود نہیں ہیں۔ لیکن جب وزیر اعلیٰ صاحب آئے، وہ اس لئے جناب اپیکر صاحب! اس کی کمیٹی نہیں بنائی، وہ نہیں چاہتے ہیں کہ اپوزیشن ان کیستھ مل کر جو بلچتران کے اہم مسائل ہیں۔ ہم نے کہا کہ آپ مشترک کمیٹی بنائیں اور وزیر اعلیٰ کی سربراہی میں بنائیں۔ وہ سردار کی سربراہی میں بنائیں، وہ اس مسئلے کو وفاق تک لے جائیں۔ لیکن دوسرے دن دیکھنے میں یہ آیا جناب اپیکر صاحب! کہ ہم نے کہا کہ پورے

بلوچستان کو آفت زدہ قرار دیا جائے، دوسرے دن انہوں نے کہا گیا رہ اضلاع کے نام آئے اور باقی بلوچستان اس سے پھر کچھ وزراء نے میرے خیال میں کوشش کی وہ اُنیس اضلاع تک چلے گئے۔ ہم نے کہا کہ پورے بلوچستان کو۔ لیکن آج تک پورے بلوچستان کو آفت زدہ نہیں قرار دیا۔ سردار صاحب تشریف فرماء ہیں میں نے ادھر ایک قرارداد پاس کیا تھا کہ جو age-relaxation تھا، اُس میں میرے خیال میں پانچ سال کیلئے ہم نے سردار صاحب نے کہا کہ کل اس کی نوٹیفیکیشن ہو جائیگی۔

جناب اسپیکر:- یہ پوائنٹ آف آرڈر میں اتنا مبارکری؟۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی:- جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عملاء یہ گورنمنٹ اس وقت پانچ مہینوں میں مغلوب ہو چکا ہے اور اس کو چار، پانچ وزراء چلا رہے ہیں۔ براہ مہربانی کر کے اس کو، اپنے اس خول سے نکلا چاہیے باقی وزراء از س میدان میں اور خاص کر بلوچستان کے جو ہیں۔

جناب اسپیکر:- چار وزراء کیا ہیں؟

ملک نصیر احمد شاہ وانی:- حکومت چلا رہے ہیں۔ میں نے کہا عملاء چار وزراء۔

جناب اسپیکر:- نہیں نہیں پوری کا بینہ ہے۔

ملک نصیر احمد شاہ وانی:- پوری کا بینہ بیٹھی ہوئی ہے لیکن میرے خیال میں بعض چیزوں سے ان کا تعلق نہیں ہے۔ خاص کر فرشتہ کا منظر بیٹھا ہوا تھا اور سردار صاحب بار بار اُس کے جوابات دے رہے تھے۔ اور بہت سارے ایسے منظر بیٹھے ہوئے تھے، ان کے جوابات بھی سردار صاحب دے رہے تھے۔ ایجوکیشن کے منظر بیٹھا رہا، اُس کا جواب سردار صاحب دے رہے تھے۔ ہیئت کا منظر بیٹھا رہا اس کا جواب سردار صاحب دیتے رہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان کا کام صرف وزارتیں لینا تھا، تو پھر ان سے کم از کم اس اسمبلی میں جب وہ جواب دہیں ہیں تو جناب اسپیکر مسائل بہت گھمیریں۔ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس وقت بلوچستان میں خشک سالی و قحط سالی ہے۔ بھلی، آج اس اسمبلی کی، آپ آج ہمارے منستر مڑھ صاحب بیٹھا ہوا ہے، اس نے کوئی کے مسئلے پر ہمارے نو MPA's کو بلا یا تھا۔ آپ پوچھ لیں اس سے کہ حزب اقتدار میں سے کوئی ایم پی اے اس اجلاس میں آیا تھا؟۔ صرف ہم اپوزیشن بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ بات کر رہے تھے۔ اور اس کے ساتھ جب ہمارے یہاں پر آپ نے گورنگ بادی بنائی، کیوڈی اے کی، اُس کے اندر صرف آپ نے وہ حزب اقتدار سے جو تعلق رکھنے والے ادھر منستر بھی ہیں، یہاں آپ نے گورنگ بادی میں ڈال دی۔ میرے خیال میں بلوچستان نیشنل پارٹی کی جو leading-party ہے، اُسکو نواز نے کیلئے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ معاون

خصوصی جو بنائے گئے ہیں ان کو اسی گورنگ باؤڈی میں ڈالی گئی۔ پستونخوا کی اس اسمبلی کے اندر ایک ایم پی اے ہے، کوئٹہ کے اندر، بلوچستان نیشنل پارٹی کے تین ایم پی اے ہیں، ان کی اچھی خاصی تعداد ہے، کوئٹہ کے اندر، جمیعت علماء اسلام کے ایک ایم پی اے ہے۔ لیکن ان اداروں میں ان کی نمائندگی نہیں ہے اور ظلم کی بات تو یہ ہے جناب اپیکر کہ جن معاون خصوصی بنایا گیا پھر انہیں کو کیوڑی اے کے گورنگ باؤڈی میں بھی اسکو ڈال دیا، نواز نے کے لئے، کیا ضرورت ہے جب ہم کہتے ہیں کہ بلوچستان کے اندر ہمارے ساتھ فنڈ نہیں ہیں۔

جناب اپیکر:- میر صاحب! point of order!

ملک نصیر احمد شاہواني:- پھر خالق صاحب! میں جانتا ہوں اس کا نام بھی اس میں شامل ہے، یہ بھی ان وزراء میں شامل ہیں کہ میں جب چار وزراء کہتا ہوں، تو یہ بھی اسی کے اندر ہیں۔۔۔ (مدخلت۔ مائیک بند۔ شور)۔

جناب اپیکر:- میرے خیال میں اور بھی دوست میرے خیال بات کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ عبد القادر ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل ثقافت، سیاحت و آثار قدیمہ)۔ **ملک صاحب!** آپ kindly point of order کو سمجھیں ہوتا کیا ہے؟

ملک نصیر احمد شاہواني:- میں point of order کو سمجھتا ہوں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ محکمہ کھیل ثقافت، سیاحت و آثار قدیمہ۔ نہیں، آپ اسی موضوع پر آ جائیں۔

ملک نصیر احمد شاہواني:- جناب اپیکر صاحب! میں point of order کو سمجھتا ہوں میرے خیال میں غیر سیاسی بات نہیں ہے۔

نور محمد درز (وزیر محکمہ و اساؤ پیک ہیلتھ انجینئرنگ):۔ جناب اپیکر صاحب! میں نے آج ہی اُن کو بلا یا تھا، چھٹی کے دن، ہم لوگ بیٹھے تھے، ہم کام کر رہے تھے، یہ باتیں تو اپوزیشن کے ساتھ بہت ہیں، تو اس کو پابند کریں۔

ملک نصیر احمد شاہواني:- جناب اپیکر صاحب! آپ ایک بار میری بات سنیں۔۔۔ (مدخلت۔ مائیک بند۔ شور)

جناب اپیکر:- دمڑ صاحب! آپ کو پھر موقع دیں گے ملک صاحب میرا خیال ہے۔۔۔

ملک نصیر احمد شاہواني:- اگر آج زمرک خان ہوتا تو اس کی بھی سنتے تھے۔

جناب اپیکر:- ملک صاحب! میرے خیال اس کا ایشو تو زیادہ ہیں آپ اس پر کوئی وہ تحریک لے آئیں۔

ملک نصیر احمد شاہواني:- جناب اسپیکر صاحب! اس بات کو اس لئے میں point of order پر اٹھایا کہ یہ مسئلے اتنے شدت اختیار کر کچے ہیں روز ہم جاتے ہیں بجلی، گیس کے لئے ہمارا دفتر بھرا رہتا ہے، ہم علاقے میں جاتے ہیں زمیندار بیٹھے ہوئے قحط سالی، خشک سالی کے حوالے سے آپ ایک نویکشن پورے بلوچستان کے نہیں نکال سکتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس لئے میں کہتا ہوں کہ اس اسمبلی میں ہم نمائندہ بن کر، کچھ نہیں ہوتا ہے اس حکومت سے کچھ نہیں ہوتا ہے تو کم از کم باہر ہم کسی کو جواب دہ نہیں ہیں ہم بات کریں گے کہ بھتی بات آپ کی حکومت وقت پہنچائی ہم نے آپ کی بات ان اداروں تک پہنچائی جو اختیارات رکھتے ہیں۔ اگر وہ کچھ نہیں کرتے تو کم از کم ہم ذمہ دار نہیں اس لئے یہ point of order بتاتا ہے ابھی اگر سردار صاحب بات کرنا چاہتا ہے ہم ان کی باتوں کو سئیں گے۔ خاق صاحب بات کرنا چاہتے ہیں، آپ بات کریں ابھی ماہیک آپ کے لئے میرے خیال میں ہے۔

جناب اسپیکر:- جی ملک صاحب شکریہ میرے خیال میں۔

نور محمد درمڑ (وزیر محکمہ واسما):- جناب اسپیکر صاحب! پھر کم از کم ہمیں بولنے کا موقع دیں سردار صاحب کو بولنے کا موقع دیں۔

جناب اسپیکر:- جی ملک صاحب! شکریہ، میرے خیال میں ایک، دو، مزیدار اکین نے بات کرنی ہیں، پھر سردار صاحب آپ اکھٹے جواب دیں۔ ویسے بھی جواب آپ نے دینا ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیزان (وزیر محکمہ سائبنس و انفار میشن ہائیکنالوجی اور خوارک):- نہیں، ایک منٹ، دیکھیں!

جناب اسپیکر صاحب انہوں مجھے مخاطب کیا ہے میں تھوڑا سا انکے گوش گزار کر دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر:- نہیں، ایک دو اور ارکین نے بولنا ہیں، پھر آپ اکھٹے جواب دیں، کارروائی چلا کیں، کیا کریں؟ آپ کے لوگ ادھر کھڑے ہو گئے، میرے خیال میں کارروائی چلا لیتے ہیں پھر آگے زیر و آور ز میں اکبر صاحب، زیر و اور ز میں وہ بات کرتے ہیں۔

نصر اللہ خان زیرے:- جناب اسپیکر صاحب! میں ایک منٹ جو کہتے جناب صدیقی صاحب نے اٹھایا۔

جناب ایک بڑا ہم نکلتے ہے جو ہمیں درپیش ہے۔ صرف دو منٹ مجھے بولنے دیں۔ جناب اسپیکر! جس طرح صدیقی صاحب نے کہا کہ پشین میں واقعہ ہوا۔

جناب اسپیکر:- آپ کو میں نے آخر میں موقع دینا ہیں۔

نصراللہ خان زیرے:- ٹھیک ہے آپ کو آخر میں دیدیئے گے، اب یہ ان کی مرضی ہے۔

جناب اسپیکر:- زیرے صاحب! میرے خیال میں زیر و آور ذکر لیتے گے، اس میں کارروائی کو بڑھاتے ہیں۔

نصراللہ خان زیرے:- جناب اسپیکر! ایسا ہے کہ پیشین میں واقعہ ہوا، نائب تحصیلدار مالک ترین صاحب پر حملہ ہوا۔ اور اس سے پہلے جن میں واقعہ ہوا، قلعہ سیف اللہ میں ہوا۔ لورالائی میں ابھی ایک ہفتے سے مسلسل واقعات جاری ہیں۔ واقعہ ہو، الیف سی کے اُس پر، اُسکے بعد الیف سی نے وہاں رسالہائن سے لوگوں کو بیدخل کرنے کی انہوں نے وہاں نوٹس ہزاری کیے۔ کل ایک دوسرے واقعہ ہوا ہے۔ آج پھر ایک وہاں ایک سماجی کارکن پر حملہ ہوا ہے جو شاید شہید ہوا ہے۔ تو یہ صورت حال ہے بڑی گھمیبر ہے۔ جو ہمارا جو نکتہ ہے جو پیشتوں علاقے ہیں وہ امن و امان کے حوالے سے وہاں پر حالات خراب کئے جا رہے ہیں اور ہمیں وہ ہے کہ جس طرح فتاہ میں ہوا، خیر پختونخوا میں ہوا۔ اب وہ حالت جو ہیں ناں بیہاں پر، ہم پر مسلط کیا جا رہا ہے۔ میں حکومت سے request کرتا ہوں کہ اس حوالے سے آپ فوری طور پر ہنگامی حالات میں میئنگ کریں۔ ہمیں بھی بلا کمیں ان کیمہ آپ ہمیں بریفنگ دے دیں۔

جناب اسپیکر:- میرا خیال ہے مسلط کوئی نہیں کرتا ہے حالات خراب ہے ملکے گورنمنٹ اور اپوزیشن ملکے حالات صحیح کریں۔

نصراللہ خان زیرے:- بالکل اس بارے میں آپ فوری طور پر اقدامات اٹھائیں مسٹری کو وزارت داخلہ کو کہ اس کو، بڑی مہربانی۔

جناب اسپیکر:- جی اب کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں پھر زیر و آور ذکر کرتے ہیں حاجی نور محمد دمڑ صاحب!

آپ اپنی قرارداد نمبر 9 پیش کریں۔

نور محمد دمڑ (وزیر مکملہ و اساسا):- آئُوْلَى اللّٰهِ مِنِ الْشَّٰطِينِ الْأَرْجَىمِ - سُمْ الْلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ - جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں، آج ہمارے نو منتخب رکن اسمبلی قادر علی نائل صاحب کو دول کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ میں ان کے پارٹی کا جو head ہے عبدالحالق ہزارہ صاحب، یہ ان کی مرحون منت ہے، ان کی کارکردگی ہے، یہ چار، پانچ مہینے جو اس نے اپنی مسٹری میں اور اس اپنے حلقتے میں جو کام کئے اپنے برادری میں تو انکا result ہمیں نائل صاحب کے لیکیشن میں کامیابی سے ہوا۔

جناب اسپیکر:- جی دمڑ صاحب! میرے خیال میں آپ اس پر کھڑے ہیں اپنی قرارداد، ان کو مبارکباد دے دیا ہے۔

نور محمد دہڑ (وزیر واسما):۔ جی میں آرہا ہوں جناب اسپیکر میراق فرا داد ہے آج ہر نائی وہ لون مل کے بارے میں۔
جناب اسپیکر:۔ آپ پڑھیں اس کو پہلے پڑھیں۔ ایک منٹ۔ اپنا ہمارے یہاں پر سینٹر احمد خان صاحب اور ہمارے ایم این اے سردار اسرار ترین صاحب ہیں، ہاؤس کی طرف سے ان کو welcome کرتے ہیں
۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

نور محمد دہڑ (وزیر حکومہ و اسا و پیلک ہیلتھ نجیٹر نگ):۔ قرارداد نمبر 9۔ ہر گاہ کہ ہر نائی وہ لون مل ایک طویل عرصے سے غیر فعال اور بند پڑا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے علاقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی بیرونی زگاری میں اضافہ ہوا ہے۔ جس سے ان میں احساس محرومی اور ما یوسی پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ ہر نائی وہ لون مل کو فعال کرنے کو یقینی بنائے تاکہ نہ صرف صوبے کی معیشت کو مضبوط بنایا جائے بلکہ مقامی افراد کو روزگار کے موقع فراہم کر کے ان میں پائی جانی والی احساس محرومی اور ما یوسی کے خاتمے کا ازالہ ممکن ہو سکے، بصورت دیگر مذکورہ عمارت کو عوامی مفاد عامہ کے کام میں لانے کے لئے اس میں یونیورسٹی کیمپس کے قیام عمل میں لا یا جائے۔

جناب اسپیکر:۔ قرارداد نمبر 9 پیش ہوئی اس کی feasibility پر آگر آپ بولیں۔

نور محمد دہڑ (وزیر حکومہ و اسا):۔ جناب ہر نائی وہ لون مل کا جناب یا انگلش میں ذرا بتا دوں یہ ڈیلیل ہے ان کی base کی تھوڑا history ہے۔

جناب اسپیکر:۔ نہیں، پڑھ نہیں سکتے ہیں۔

نور محمد دہڑ (وزیر حکومہ و اسا):۔ بھائی! وہ detail میں پڑھ رہا ہوں آپ کی معلومات کے لئے۔

جناب اسپیکر:۔ ویسے اجازت مانگ کے آپ وہ کر سکتے ہیں لیکن detail بتا دیں۔

نور محمد دہڑ (وزیر حکومہ و اسا):۔ چلیں میں اردو میں اگر آپ کہنا چاہتے ہو۔

جناب اسپیکر:۔ آپ نے اس میں وہ کر دیا آپ اس کا detail بتا دیں بس۔

نور محمد دہڑ (وزیر حکومہ و اسا):۔ یہی ان کی detail ہے ہر نائی وہ لون مل 1953ء میں بنائے ہے۔ یہیں آپ کو اس کا history بتا دیں۔ یہیں 143.5 ایکڑ پر مشتمل مل ہے۔ یہ جہاں پر ہزاروں مزدور کام کر رہے تھے جن کا ذرائع معاش اسی وہ لون مل پر مشتمل ہے۔ 1988ء میں یہیں خسارے کی وجہ سے بند ہوا ہے۔ تو کچھ نقصانات ہیں، اس کی وجہ سے یہ بند ہوا۔ تو انڈسٹریل ڈیپارٹمنٹ نے اسکو کراچی کے کوئی انڈسٹریل ڈیپارٹمنٹ میں منتقل کر دیا۔ اور 2006ء میں ہائی کورٹ سنندھ نے یہ مل نیلام کیا۔ جس سے محمد

اعظم نامی شخص نے خرید لیا۔ 2005ء میں پلانگ اینڈ ڈیلپمنٹ نے ایک نویشن کر دیا کہ ایک کمیٹی بنی جو اس بندے کے ساتھ وہ negotiate کریں گے۔ تو وہ نویشن جاری کیا۔ کمیٹی کا چیئرمین تھا کمشنز، سبی۔ اُسکا مقصد یہ تھا کہ وہ سامان جو نیلام ہوا ہے، وہ اُس شخص سے واپس لے لیں صوبائی حکومت اور زمین اُس شخص سے واپس لے لیں۔ وہ ایک کمیٹی بنی۔ تو اُس کمیٹی نے جس نے negotiate کرنا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا اس وقت کی حکومت کا کہ وہ زمین اس بندے سے واپس لے لیں اور صوبائی حکومت کے حوالے کر دیں۔ صوبائی حکومت اس میں پھر چاہے یونیورسٹی بنتے ہیں یا کوئی اور کرشل purpose کیلئے۔ تو ابھی تک اُس کمیٹی کا کوئی progress نہیں ہے تو ہم اس ایوان کے ذریعے یہی ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ جو 143 ایکڑ پر مشتمل ایک زمین پڑا ہے اور اُسکا ایک بڑا بلڈنگ ہے، وہاں پر۔ وہاں پر ہزاروں لوگ کام کرتے تھے۔ تو جب سے وہ بند ہوا ہے وہاں پر وہ ہزاروں لوگ بیرونی ہو گئے۔ تو ہماری یہ درخواست ہے کہ یہ مل واپس چلا�ا جائے۔ بصورتِ دیگر اگر ناممکن ہے تو یہ وہاں پر یونیورسٹی کیمپس کھولا جائے ہر نانی کے عوام کے لیے۔

جناب اسپیکر:- جی شکریہ۔

نصراللہ خان زیرے:- میں اس قرارداد پر بولوں گا۔

جناب اسپیکر:- بحث کے لئے منظور کریں ناں؟ قرارداد تو یہی آگے جانا ہے اُس نے۔ ٹھیک ہے میں ایک ایک کر کے دے دوں گا، جی میں نے آپ کو فلور نہیں دیا۔ میں آپ کو فلور دوں گا پھر اسی طرح طریقے سے چلیں گے، تو بہتر ہو گا۔۔۔ (مداخلت)۔ جی آپ پہلے بیٹھیں، اچھا! اس تحریک کے حوالے سے جس نے بات کرنی ہے وہ اپنے نام بھیج دیں۔ میں ایک ایک کر کے اُن کا نام پکاروں گا، جی اختر لانگو صاحب۔ نام بھیج دیں اپنی جس نے بات کرنی ہے اس قرارداد پر وہ اپنانام بھیج دیں ابھی اختر لانگو صاحب کر رہے ہیں۔

اختر حسین لانگو:- شکریہ جناب اسپیکر، جناب اسپیکر! تھوڑی دیر پہلے جو point of order پر ملک نصیر صاحب اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے، وہ بنیادی طور پر اگر ہم اس قرارداد جو آج ہمارے معزز منشی صاحب نے پیش کی ہے جناب اسپیکر! اگر آپ کو یاد ہو گا 2003ء یا 2004ء کی اسمبلی میں ہم اور آپ ممبرز تھے اُس وقت بھی ہر نانی و ولن مل، چلو وہ ولن مل اور بلیں کی جو ٹیکٹاں مل، بولان ٹیکٹاں مل جو تھی اُنکے حوالوں سے بھی ہماری اس اسمبلی کی یہ قرارداد میں ریکارڈ پر موجود ہیں۔ جناب اسپیکر! اس وقت بھی یہ قرارداد اس پورے ہاؤس نے، اراکین نے لے آئے، ہم اپوزیشن کے ساتھی تھے لیکن پورے ہاؤس نے اس کو متنقہ طور پر منظور کیا تھا۔ لیکن آج کوئی چودہ، پندرہ سالوں بعد ہمیں پھر اس بات کی ضرورت درپیش ہو گئی ہے کہ ہم آج پھر اس

پر بیٹھ کے بحث کر رہے ہیں۔ آج ہمیں پھر اس قرارداد کے حوالے سے اس کو ہم نے دوبارہ لیکر آئے، آج چودہ سال گزرنے کے بعد بھی نہ چوتواں ولن میں اشتارٹ ہو سکا، نہ ہرنائی وولن میں اشتارٹ ہو سکا۔ جو بولان نیکسٹائل مل تھی اس کی اس زمین کو اس کے سامان کو نیلام کیا گیا کوڑیوں کے دام۔ اور اس کی زمین کو آئی ٹی یونیورسٹی والوں کو دے دی گئی، حالانکہ آئی ٹی یونیورسٹی کے لئے اس وقت بھی گورنمنٹ کے پاس زمین موجود تھی۔ گورنمنٹ نے اس کے لئے زمین مختص کر رکھی تھی لیکن چونکہ اس میں کی جو آکشن تھا اس کی نیلامی تھی اس کو گورنمنٹ justify کرنے کے لئے آئی ٹی یونیورسٹی کو وہاں شفت کر کے لوگوں کے منہ بند کئے گئے تو جناب اسپیکر! کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ معزز ایوان اس وقت ہمارے صوبے کا سب سے با اختیار ادارہ ہے اس معزز ایوان میں بیٹھے ہوئے ہمارے تمام معزز ارکین جن کا تعلق اپوزیشن سے ہو یا ہمارے ٹریشی پیچرے کے ساتھی ہیں، میں پہلے بھی بارہا اس اسمبلی میں عرض کر چکا ہوں کہ اگر اس اسمبلی کو، اس اسمبلی کے ممبران کو، اس اسمبلی کی کارروائی کو کوئی سنجیدہ نہیں لیتا تو اس کے بارے میں ہمیں اور آپ کو سر جوڑ کر بیٹھنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اور آپ کو اس پر ایک لائن آف ایکشن draw کرنے کی ضرورت ہے کہ جو ادارے بھی آج پندرہ سالوں بعد پھر ہم اسی point پر آ کے کھڑے ہو گئے ہیں۔ نور محمد دمڑ بھائی کی اس قرارداد کے حوالے سے۔ کہ اس پر جو بات آج ہمارے بھائی کر رہے ہیں اس قرارداد میں آج سے چودہ، پندرہ سال پہلے اسی فلور پر ہو چکی ہیں۔ چودہ، پندرہ سال پہلے اسی فلور نے مشترکہ قرارداد بنا کر متفقہ طور پر ان تمام چیزوں کو approve کو کیا تھا، منظور کیا تھا کہ اس پر دوبارہ کام شروع ہو۔ چوتواں ولن میں ہے اور ہرنائی کی جو ولن میں ہے، ان کو start ہونا چاہیے۔ یہ ہماری وقت ہماری ایک بہت بڑی آبادی کا وہ ذریعہ معاش ہی گلہ بانی پر ہیں۔ اور یہ دونوں ملبوں کی جو ضرورت ہیں اتنا wool ہمارے اپنے جو مالدار لوگ ہیں ان کے بھیڑ بکریوں سے ہمیں حاصل ہوتا ہے کہ ہم ان دونوں ملبوں کو feed کر سکیں۔ ہمیں باہر سے کسی raw-material کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ تو میں دمڑ صاحب کی اس قرارداد کا حمایت کرتا ہوں۔ اور میں یہ request بھی کرتا ہوں جناب اسپیکر! آپ سے کیونکہ آپ custodian ہیں اس House کے۔ کمزوریاں جدھر سے بھی ہیں، میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ لیکن اس اسمبلی میں کوئی بھی تحریک کوئی بھی motion کوئی بھی سوال اور جواب ہوتا ہے، تو اسکی ایک اہمیت ہونی چاہیے۔ اور اس کی اہمیت کو اس کی افادیت کو جناب اسپیکر! وہ آپ کا سیکرٹریٹ ہی برقرار کر سکتا ہے۔ اسی اسمبلی میں پی ایس ڈی پی پر بحث ہوئی۔ ہائی کورٹ کے فیصلے کو ہمارے سامنے رکاوٹ بنایا جا رہا

ہے۔ حالانکہ ہائی کورٹ کے فیصلے میں clear آپ کے define کیے ہوئے ہیں کہ کس کس سیکٹر پر آپ نے پیے لگانے ہیں۔ جس میں پی اتھ ای، جس میں ہیلتھ، جس میں ایجوکیشن، جس میں law and order کو انہوں نے سرفہرست رکھا ہوا ہے۔ لیکن ہمارے پی اتھ ای کے حوالے سے میرے حلقت کے اسکیمیں جو واساکی ہیں، وہ پی سی ون تیار ہو کر سیکٹر پی اتھ ای کی آفس گئی ہیں۔ انہوں نے وہاں سے اٹھا کروالپس کر دیا ہے کہ جی یا اسکیمیں ہائی کورٹ نے پی ایس ڈی پی سے نکالی ہیں۔ تو جناب اسپیکر! جو پی ایس ڈی پی اس وقت بھی اچھا یا بُرا جس طرح بھی موجود ہیں وہ اس ایوان میں منظور کیا گیا تھا۔ اس ایوان کی منظور کردہ پی ایس ڈی پی کو ایک سیکٹر پی کیسے کہیں سکتا ہے کہ میں نے یہ اسکیم نکالا کس اتحاری کے تحت انہوں نے اس اسکیمات کو جو ہیں وہ پی ایس ڈی پی سے نکالا ہیں؟۔ وہ کوئی اتحاری ہے جو ان کو یہ اجازت دیتا ہے؟۔

جناب اسپیکر:- نہیں کوئی اتحاری نہیں ہے۔

اختر حسین لانگو:- پی ایس ڈی پی کی۔

جناب اسپیکر:- واحد اتحاری یہ House ہے۔

اختر حسین لانگو:- میں آپ کو بتاؤں جناب اسپیکر! پی ایس ڈی پی میں اگر کوئی changes لانی ہیں تو بھی دوبارہ اس کو as House میں آنا ہے۔

جناب اسپیکر:- ہاؤس میں آنا ہے۔

اختر حسین لانگو:- کیونکہ اس House سے منظور شدہ پی ایس ڈی پی ہیں تو جناب اسپیکر! اس House کو، قراردادوں کو، اس House کی تحریکوں کو، اس House میں کیے گئے فیصلوں کو، ان کی افادیت اور ان پر implementation، وہ بحیثیت custodian of the House یہ آپ کی ذمہ داری بنتی ہیں بلکہ میں آپ کے توسط سے سیکٹر پی صاحب سے بھی میں request کرتا ہوں کہ جو قرارداد اسی آج دن تک اس House سے منظور ہوئی ہیں، ان سب کو باقاعدہ follow up کیا جائے، انکا follow up لیا جائے اور جن جن حکاموں کو جن اداروں کو وہ قراردادیں بھجوائی گئی ہیں ان سے جواب ٹلی کی جائے کہ ہمارے اس House نے جو قرارداد منظور کی تھیں ان قرارداد کے حوالے سے آپ نے کیا کام کیا ہے؟۔ اور اس کا باقاعدہ feedback واپس آنا چاہیے۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر:- جی شکریہ سردار یار محمد رند صاحب۔

سردار یار محمد رند:- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ ہمارے House کے

اندر قرارداد نمبر 9 مخانب نور محمد وزیر صاحب نے، صوبائی وزیر ہیں، جو کہ پیش کی ہے۔ میں اسکو support کرتا ہوں۔ اس کے بارے میں چند الفاظ آپ کے House کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ جب میں ہر نائی گیا تھا اور یہ مل جا کر ہم نے دیکھی تھی۔ اور وہاں پر ہزاروں لوگ جو اس جلسے گاہ میں موجود تھے۔ ان کا سب سے بڑا ذمہ دار یہ تھی کہ ایک واحد روزگار کا ہمارا ذریعہ تھا اس پورے علاقے کے اندر۔ ہر نائی ڈولن مل جو 50ء میں بنی تھی، بستی سے تین پرو ٹھیکش ہمارے پورے صوبے کے اندر لگے تھے۔ باقی تو ختم ہو گئے۔ اب ایک آخری رہ گیا ہے اس کو بھی نیلام کر دیا گیا ہے کوڑیوں کے دام پر۔ چلیں بہتر ہوا وہ نیلام نہیں ہو سکی۔ دوبارہ صوبائی حکومت نے اس کو واپس کیا۔ Courts کے through میری آپ سے یہ request ہے کہ اگر یہ 15 سالوں پہلے ایک قرارداد اس کے بارے میں پاس ہو چکی ہیں۔ تو ہم اسکو دوبارہ discuss کیوں کر رہے ہیں؟۔ اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہوا؟۔ اسکا ذمہ دار کون ہیں؟۔ میری آپ سے request ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنائیں اور ان ذمہ دار ان کا تعین کیا جائے۔ ایسا نہ ہو۔ ایک تو میں معدورت سے پورے ایوان سے گزارش کروں گا۔ اور آپ کی خدمت میں میں عرض کروں گا بجیت اسپیکر کے جانب! یہ قراردادوں کو بھی ایک limit میں رکھیں۔ ایک حد میں رکھیں۔ ہم نے تو یہاں دیکھا ہے کہ ایک قرارداد پاس کی تھی جو previous ہم نے دیکھا ہے۔ ساتھ میں چار اور آدمی کھڑے ہو گئے انہوں نے بھی پیش کر دی اور پانچ کے پانچ پاس ہو گئے۔ اس کی اہمیت نہیں رہتی ہیں۔ ہر اہم مسئلے کے لیے مہربانی کریں اس کی آپ نوعیت کو دیکھیں۔ اس کی اہمیت کو دیکھیں اور پھر اس کو discussion کے لیے House کے اندر پیش کر دیں۔ میری آپ سے یہ request ہے کہ سب سے پہلے تو ایک کمیٹی آپ announce کریں۔ میری ہو گی آپ سے اور House سے کہ اس سے پہلے جو قرارداد پاس ہوئی ہیں اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہوا ہے؟۔ اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ ہم جو بھی قرارداد صوبے کے اندر کرتے ہیں یا مرکز میں کرتے ہیں۔ تو میری ایوان کے جو Leader of the House ہیں، چیف منستر، ان کو چاہیے کہ اسکا follow-up ہونا چاہیے اس کی ایک سیکرٹریٹ ہونا چاہیے کہ جو چیزیں ہماری اسمبلی pass کرتی ہے اور ہم کوئی اپنے ذاتی مسائل یہاں نہیں لاتے ہیں۔ ہم اپنے حلے کے لوگوں کے اس صوبے کے مسائل کو لاتے ہیں اس کا ایک follow-up ہونا چاہیے۔ اور ان کا ایک سیکرٹریٹ کا ایک سیکشن ہو جو اسکو responsibility بنتی ہے ایک۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں سے جو ہوتا ہے آپ جانب کی ذمہ داری بنتی ہے responsibility ہے کہ آپ کے ہاں بھی ایک سیکشن ہونا چاہیے۔ کچھ افسروں کا تعین ہونا چاہیے کہ وہ اُس قرارداد کو گاہ ہے بگا ہے۔

اُسکو دیکھتے رہیں کہ کتنا اس پر implement ہوا اور آپ کو بھی جناب کو مطلع کرتے رہیں اور ہاؤس کو بھی اس کے بارے میں بتایا جائے۔

جناب اسپیکر:- میں دے دوں گا میرے پاس نام آگئے ہیں۔ مہربانی کر کے آپ لوگ، جو جو بھی نام آگئے ہیں میں ان کو بولنے کا موقع دے دوں گا۔

سردار یار محمد رندہ:- کیونکہ بات قرارداد کی ہو رہی تھی مجھے کہیں تھوڑا سا اور جگہ بھی جانا ہے۔ میری مجبوری ہے۔ تو ہمارے نئے ممبر نائل صاحب منتخب ہوئے ہیں ہزارہ ڈیموکریٹ کے، میں ان کو دل کی گہرا یوں سے مبارکباد دیتا ہوں، ان کی جماعت کو، ان کے لوگوں کو اور ہم آپ کے اس ہاؤس میں آمد پر خوش آمدید بھی کہتے ہیں۔ اور تعادن کی بھی آپ یقین دہائی کرتے ہیں کہ آپ جو اپنے حلقات کے اپنے لوگوں کے مسائل کو لائیں گے، انشاء اللہ ہمارا تعادن آپ کے ساتھ رہے گی۔ تو میں آخری ایک request کروں گا کہ اس قرارداد میں PTI کو بھی شامل کی جائے۔ کیونکہ ہماری ایک بہت بڑی ایک تعداد ہیں ہمارے لوگ ہیں اور گورنمنٹ اور ہاؤس کی طرف سے بھی ہم اس چیز کی کوش کریں گے اور کمیٹی بنائیں گے تاکہ وہ بھی ان چیزوں کو followup کریں۔ شکریہ سردار صاحب۔

جناب اسپیکر:- جی شکریہ سردار صاحب! آپ نے اچھی تجویز بھی دیتے ہیں۔ اور بدمتی یہی ہے کہ یہاں سے جو بھی قرارداد pass ہو کر جاتے ہیں اسلام آباد والے اس کو اس طرح اہمیت دیتے ہیں اور گورنمنٹ اور ہاؤس کی طرف سے بھی ہم اس چیز کی کوش کریں گے اور کمیٹی بنائیں گے تاکہ وہ بھی ان چیزوں کو followup کریں۔ شکریہ سردار صاحب۔

شناۓ اللہ بلوچ:- جناب اسپیکر! صرف ایک منٹ مجھے دیں کیونکہ اس میں ایک ٹیکنیکل مسئلہ ہے، صرف میں ایک گزارش کرنا چاہوں گا، میں اس پر تقریر نہیں کروں گا۔

جناب اسپیکر:- جی۔

شناۓ اللہ بلوچ:- شکریہ جناب اسپیکر! جس طرح معترض سردار صاحب نے بات کی۔ بالکل انہوں نے صحیح کہا کہ اس میں ایک جو ٹیکنیکل مسئلہ ان دونوں قراردادوں میں جو پیش کیے گئے ہیں۔ میرے دوست میرے بھائی وزیر صاحب کے۔ اس میں میں صرف بتانا چاہتا ہوں کیونکہ وہ حکومتی رکن ہیں، صوبائی وزیر ہیں، الٰہا وزیر ہیں، اُنکے پاس cabinet کا forum ہے میں صرف اس میں انکی تھوڑی تی راہنمائی کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر:- نہیں وفاقی حکومت سے رجوع کر ہے ہیں۔

شناع اللہ بلوچ:- ایک منٹ، ایک منٹ، اس میں sir دیکھیں! اس وقت جو سارا معاملہ ہے وہ provincial government میں ہے، اس کا میں ان کو حل بھی بتاؤں گا۔ جیسا اسمیں ایک executive order کے تحت provincial government کی cabinet سے اس کو براہ راست۔ دیکھیں! قرارداد سے آپ اس کو take up کرتے ہیں قرارداد کا اپنا ایک procedure ہے اور یہ دونوں مل جس طرح اختر لانگو صاحب نے کہا کہ 14 سال پہلے دونوں مل کیوں حل نہیں ہوا کیونکہ جب آپ کسی چیز کو procedure کو adopt کرتے۔ یا وہ طریقہ کار کو اختیار نہیں کرتے تو کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا بلوچستان کے مسائل اسی لیے حل نہیں ہوئے۔ جس طرح ان کا دوسرا بھی قرارداد۔ یعنی اگر اس طرح اگر دیکھا جائے بلوچستان میں ہمارے گاؤں، گلی گو چوں کو جانے والی کافی سڑکیں ہیں۔ اگر ہر سڑک کی قرارداد ہم یہاں پر لے آنا شروع کر دیں تو میں اسی لیے جس طرح سردار صاحب نے بڑی اچھی بات کی۔ قرارداد کا متن۔ قرارداد کی نوعیت۔ قرارداد کی روح جو ہیں، وہ ہمیں، ہمیشہ یہی ہوتی ہے کہ وہ پورے بلوچستان سے متعلق ہو پورے صوبے سے متعلق ہو۔ اس کی معیشت اس کی سیاست اس کی تعلیم اس کے روزگار اس کے سخت اس کی وفاقد کے ساتھ تعلقات جس طرح ہم لائے تھے این ایف سی ایوارڈ کے متعلق تھا۔ خنک سالی سے متعلق تھا اس کے علاوہ سیندھ سے متعلق ہم لائے تھے۔ تو میں صرف اپنے معزز ارکین کے لیے کوئی اس کو دل میں نہ لیں technically دونوں قرارداد جو ہیں وہ ویسے۔

نور محمد درم (صوبائی حکمہ و اساسوپی انجامی):- جناب اسپیکر! میں جواب دے دوں۔

جناب اسپیکر:- جی آپ بیٹھیں میں آپ کو ظاہم دوں گا۔ آپ جواب نہیں دے دیں۔

شناع اللہ بلوچ:- میں آتا ہوں دوبارہ۔

جناب اسپیکر:- جی آپ بیٹھیں میں آپ کو دوں گا ظاہم۔

نور محمد درم (صوبائی وزیر حکمہ و اساساً اور پی انجامی):- ان کے بدلتے ان کے کوئی ایسی دوسرا ڈسٹرکٹ کہاں پر ہیں۔

جناب اسپیکر:- نہیں وہ کوئی اور بات کر رہا ہے میں آتا ہوں آپ کو دے دوں گا فلور۔ فلور میں آپ کو دوں گا۔ فلور میں آپ کو دوں گا۔ جی میں آپ کو اجازت دوں گا، آپ بیٹھیں۔

شناع اللہ بلوچ:- میں ان قراردادوں کی خلاف نہیں ہوں۔

جناب اسپیکر:- قراردادوں کی مخالفت نہیں کر رہے ہیں۔

شاء اللہ بلوچ:- میں قراردادوں کی مخالفت نہیں کر رہا ہوں دمڑ صاحب! صرف اگر آپ سمجھنا چاہیں میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں اگر مسئللوں کو حل کرنا چاہتے ہیں، بحث کرنا چاہتے ہیں، حل کرنا چاہتے ہیں، ان دونوں کے بہت ہی technical میں آپ کو way-out سمجھی بتانا چاہتا ہوں راستہ بھی بتاؤں گا۔ آپ کے پاس cabinet کا بہت strong forum ہے۔ جو body ہے اس executive authority کے پاس ہے اس صوبے کی۔ ہم تو constitutional legislative authority ہے اس صوبے کی۔ آپ ہیں executive authority ہیں۔

جناب اسپیکر:- شاء اللہ بلوچ صاحب! آتے ہیں ابھی۔ دمڑ صاحب بیٹھ کر آپ بات نہیں کریں۔ دمڑ صاحب please۔

شاء اللہ بلوچ:- جناب اسپیکر آپ اس میں صرف یہ کر لیں کہ اتنی صحت کو دیکھتے ہوئے دونوں قرارداد کی صحت کو لیکھ کر ہی فیصلہ کریں۔

جناب اسپیکر:- جی آپ کی point آگیا جی شکر یہ۔

شاء اللہ بلوچ:- thank you sir

جناب اسپیکر:- واقعی، اس میں سردار صاحب نے اور شاء اللہ بلوچ صاحب نے کہا ایک تو forum یہ ہے کہ آپ گورنمنٹ کے حصے ہیں direct approach کر رہے ہیں اگر وہاں سے نہیں ہوتا تو اس House کا وہ approach کریں، آپ House کی طرف سے۔ لیکن یہ ہے کہ important issues ہیں آپ نے لا یا بالکل یہ issues کو کوئی وہ نہیں کرتا ہے کہ صحیح نہیں ہیں لیکن یہ ہے کہ قرارداد ہے اچھا ہے آیا ہے سارے لوگ اس پر بحث کریں گے fact and figures جو چیزیں ہیں سامنے آ جائیں۔ جی زیرے صاحب۔

نصراللہ خان زیرے:- جناب اسپیکر صاحب! میں آپ کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔

سردار عبدالرحمن کھیٹران (وزیر محکمہ سائنس و انفار میشن ٹیکنالوژی اور خواراک)۔ جناب اسپیکر صاحب میں۔

جناب اسپیکر:- ایک دفعہ گورنمنٹ کی طرف سے آئے پھر ادھر سے پھر گورنمنٹ کی طرف سے آخر میں سردار صاحب جو روپ حوالی میں اس اسمبلی کے۔۔۔ (داخلت)۔

نصراللہ خان زیرے:- جناب اسپیکر! اگر آپ لوگ اپنی نذائقتوں کو اگرچہ برتک محدود کریں تو ہمتر ہو گا

جی۔ جناب اسپیکر! میرا university fellow ہیں جناب قادر علی نائل صاحب۔ میں انکو دل کی اتاد گھرائیوں سے انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ اس ایوان کا جمہوری طریقے سے وہ رکن بنے۔ جناب اسپیکر! جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے۔ میں اسکی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! ہر نانی و ولن مل کی ایک بڑی داستان ہے، جس طرح بیان کیا گیا Pakistan Industrial Development Corporation کی ملکیت تھی 1954ء اس پر باقاعدہ کام ہوا شروع ہوا۔ یقیناً جو وہاں پر بن رہا تھا وہ وہ ایک انٹرنیشنل معیار کا وہاں پر۔ وہ تھا ہر نانی و ولن مل کے آس پاس ہر نانی ڈسٹرکٹ کے شمال مشرق میں جو ڈسٹرکٹس تھے۔ لورالائی، شیرانی، موئی خیل، بارکھان، کوہلو، دکی، وہ ایسے علاقے ہیں جو مومن سون کی range میں ہوتے ہیں۔ وہاں سے یہاں ایک بہتر فتحم کا اون اور پیش تیار ہوتا تھا۔ اور یقیناً جس طرح کہا گیا اس سے تمام اطراف کے لوگ وہاں پر جو مال مویشی ہوتی ہیں، لا یساٹاک ہوتا تھا ان سے جو اون وغیرہ وہ آتے تھے۔ تو اس میں وہ استعمال ہوتا تھا۔ بدقتی سے 1980ء کی دہائی میں اسکو بلاوجہ، اس کو بند کیا گیا۔ اور پھر جس طرح منسٹر صاحب نے اپنے تقریر میں کہا اس کی پوری انہوں نے وہ بیان کی۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ بعد میں 14-2013ء کے بحث میں ہر نانی و ولن مل کو چلانے کے لیے باقاعدہ PSDP میں 50 million روپے رکھے گئے اور اسکے لیے ایک کمیٹی بھی بنائی گئی، جو Sibi Commissioner، کمشنر سبی ڈویژن۔ مائز منزل Division، Mines and Mineral Department ڈیپارٹمنٹ کا سیکرٹری صاحب شاید اس میں تھے۔ اُن کی سربراہی میں کمیٹی تھی کہ اس کمیٹی نے جا کر کے اسکو دوبارہ چلانے کے لیے انہوں نے اقدامات کرنے تھے۔ لیکن ابھی تک اس حوالے سے وہ پیشرفت نہیں ہو سکی۔ حالانکہ یہ آیا ہوا ہے جس طرح کہا گیا۔ میرے دوستوں نے کہ 15 سال پہلے بھی اس پر بات ہوئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی 14-2013ء میں ہم نے باقاعدہ اسکو PSDP میں reflect کیا تھا۔ اور جس طرح کہا گیا کہ اس میں یونیورسٹی نہیں یہ مل کو چلا یا جائے۔ یونیورسٹی کیلئے ہر نانی کے لوگوں نے زمین وہ دینے کیلئے تیار ہیں۔ باقی بہت ساری زمین ہر نانی میں پڑی ہوئی ہے۔ میری تجویز یہ ہو گی کہ منسٹر صاحب اسکو حکومتی یوں پر لے لیں۔ اور اسکو دوبارہ چلائے۔ اور تاکہ ابھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ بہت سارے ہمارے ہزاروں لوگ بیروزگار ہیں۔ نوجوان ڈگری لیکر پھر رہے ہیں۔ اُنکے لیئے روزگار کا بندوبست نہیں ہے۔ بولان یہاں بلیں ٹیکٹاں مل کی بات ہوئی۔ اُس کو بھی آپ نے دیکھا کہ کس طرح اسکو آئی ٹی یونیورسٹی میں تبدیل کیا۔ ٹھیک ہے ہمیں ان جنینر provide ہو رہے ہیں۔ لیکن ان جنینر کے روزگار کے لیئے وہاں کوئی بندوبست نہیں ہے۔ اتنے

ہزاروں انجینئر ابھی ہم نے فارغ کیئے ہیں گزشتہ دس، پندرہ سالوں میں۔ لیکن اب بھی ہزاروں انجینئر زیر وزگار ہیں۔ جب آپ انڈسٹری نہیں لگائیں گے تو یہ روزگار لوگوں کو آپ کہاں کھپائیں گے؟ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میل کو چلا یا جائے۔ میں اس قرارداد کی ہر حوالے سے حمایت کرتا ہوں۔ اور اس پر حکومت فوری طور پر اقدامات اٹھائے۔ جناب اسپیکر صاحب! - Thank you

جناب اسپیکر! - احمد نواز بلوچ صاحب۔

احمد نواز بلوچ: - مہربانی sir۔ سب سے پہلے میں اپنے یونیورسٹی فیلو قادر علی نائل صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ اس ایوان کے معزز ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ اور دعا بھی کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقے کیلئے جو بھی ذمہ داریاں اُسکے کندھوں پر رکھے ہوئے ہیں۔ انکو وہ خوش اسلوبی سے سرانجام دیں گے۔ اور ساتھ ساتھ میرے بھائی دُمڑ صاحب نے جو قرارداد پیش کی ہے۔ اُس میں اگر بلوچستان نیشنل پارٹی کو بھی شامل کیا جائے۔ جیسے سردار صاحب نے کہا کہ پیٹی آئی کو اس میں ہمارے مستوگ کے جو چوتوکے مقام پر جو انڈسٹریل تھا وہ بھی بنائے جائیں۔ جسمیں ہمارے جو وہ بچ اور بچیاں کو جو پڑھتے نہیں ہیں۔ انکو اگر ہم trained کریں یا انکو روزگار کی طرف ہم اگر ٹریننگ دیں۔ تاکہ ہمارے آنے والے دنوں میں جو چیزیں ہیں وہ صوبے اور ہمارے ملک کیلئے کام آسکیں۔ مہربانی جناب۔

جناب اسپیکر! - جی شکریہ۔ جی نعیم بازی صاحب۔

ملک نعیم خان بازی: - شکریہ اسپیکر صاحب! میں سب سے پہلے قادر علی نائل کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور اس اسمبلی میں جتنے نمائندے ہیں۔ ہر نمائندہ کو ان کے اپنے علاقے کا یا اسمبلی میں جو بھیجا گیا ہے کہ وہ خدمت کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اور ہم لوگ مل جل کر کے یہ بلوچستان کیلئے کچھ کریں بھائیوں کی طرح۔ تاکہ ہم اپنے صوبے کے لیے خدمت کریں۔ میں دُرمُحَمَّدُ مُرْكُوقُ قرارداد پاس کیا۔ میں اُنکی حمایت کروں گا۔ ہمارے پارٹی کی طرف سے اور میں اپنی طرف سے نصر اللہ زیرے کہہ رہے ہیں۔ پچھلی حکومت میں بھی یہ قرارداد پاس ہوا۔ بھی بھی ہم لوگ کہہ رہے ہیں کہ بھائی یہ قرارداد وفاق سے ہم لوگ مطالبہ کر رہے ہیں لہذا اسے منظور کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر! - شکریہ۔ جی عبدالواحد صدیقی صاحب۔

عبدالواحد صدیقی: - جہاں تک دُرمُحَمَّدُ مُرْكُوقُ صاحب کی اس قرارداد کا تعلق ہے۔ اس سے کوئی کام نہیں کر سکتا کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ ہم اس کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن جہاں تک صرف

ایک ہی مل، انڈسٹری کا تعلق ہے۔ ہر نائی کا۔ اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ پورے بلوچستان میں۔ بلوچستان کی معیشت کا انحصار ہے۔ 70% اس وقت میرے خیال میں زراعت اور گلمہ بانی پر ہے۔ عرصہ دراز سے خشک سالی کی وجہ سے ہمارے باغات بھی سارے بلوچستان کے خشک ہو گئے ہیں۔ اور گلمہ بانی بھی ختم ہونے کو ہیں۔ بلوچستان کی حکومت بجائے اسکے کہ مزید ان باغوں کو بچانے کا، زراعت کو بچانے کی فکر کریں۔ تو میرے خیال میں اتنا پانی سالانہ ہوتا ہی نہیں ہے جتنا کہ ہمیں ضرورت ہے۔ لہذا حکومت بلوچستان، بلوچستان کے مختلف حصوں میں مختلف نوعیت کی انڈسٹریز کا منسٹریز بنا دیں۔ تاکہ لوگوں کے روزگار کا بھی مسئلہ نہیں بنتیں۔ اور لوگوں کو روزگار کا مسئلہ نہیں رہے۔ اور ساتھ ساتھ آپ کی توسط سے گزارش ہے حکومت بلوچستان۔ کہ کوئی 2006ء میں بلوستان کو انڈسٹریل ایریا declare کیا گیا۔ ان دس، بارہ سالوں میں سوائے ایک روڈ کے بننے کے علاوہ میرے خیال میں آج تک اس پر کوئی exercise نہیں ہوا۔ لہذا یہ چونکہ 2006ء کا ایک پلان تھا کہ بلوستان کو انڈسٹریل ایریا declare کیا جائے۔ تاکہ وہاں انڈسٹریز بھی بننے۔ اور لوگوں کو روزگار بھی مہیا ہو۔

جناب اسپیکر:- وہ declare ہو گیا ہے ناں؟

عبدالواحد صدیقی:- جی ہاں۔

جناب اسپیکر:- بلوستان ڈیلائیئر ہو گیا ناں۔

عبدالواحد صدیقی:- جی ہاں۔ لیکن کام دس سال ہو گئے۔ بارہ سال ہو گئے۔ سوائے ایک روڈ کے۔

جناب اسپیکر:- اُسکی میرے خیال میں ہماری طرف سے کمزوری، feasibility report کا۔ فیڈرل گورنمنٹ بھی اس کے انتظار میں ہیں۔

عبدالواحد صدیقی:- تو آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ جس ایریا کو آپ نے انڈسٹریل ایریا declare کیا ہے۔ اُس میں پورے طور پر کام شروع کیا جائے۔ تاکہ لوگوں کو روزگار مل سکے۔

جناب اسپیکر:- وہ اُس سے بھی زیادہ زوٹی سی پیک کا حصہ ہیں وہ میرے خیال میں۔

عبدالواحد صدیقی:- پیشین زرعی علاقہ تھا۔ وہاں پاور پلانت لگا دیں۔ تاکہ ہمارے، یا اس وقت جو ہمارے سیب جاتے ہیں۔ یا لوگوں کا جتنا خرچہ آتا ہے۔ وہ مارکیٹ جا کروہ اپنی جیب سے پیسے دیا کرتے ہیں۔

اگر ادھر ہی ہمارے پیشین میں کوئی اسٹورنمنٹ بنائیں۔ یا وہاں فوڈ پروسینگ ایک چھوٹی سی فیکٹری ہوا کرتی ہے، وہ بنیں۔ تو کم از کم ہمارے بچے کچھے جو ہمارے سبزیاں ہیں یا فروٹ ہیں وہ توفیق جائیں گی لوگوں کو روزگار مل جائیگا۔ لہذا میرے خیال میں صرف نور محمد مژاہ صاحب کی ضلع ہر نائی کی بات نہیں۔ پورے بلوچستان کا مسئلہ

ہے۔ اور بلوچستان کا اللہ نے سب کچھ دیا ہے۔ اب آپ کے minerals پڑے ہیں۔ آپکا پورا ذریعہ ڈویژن مختلف معدنیات سے بھرے پڑے ہیں۔ آپکا کاپر ہے وہاں۔ آپکا کرومائیٹ ہے وہاں۔ آپکا اینٹی منی ہے وہاں۔ تو کیوں نہ ہم یہاں اس طرح کی ریفائنری وہ declare نہ کریں۔

جناب اسپیکر:- گورنمنٹ پُرانے چلادیں۔ وہ میرے خیال میں کافی ہے۔ ابھی نئے تو انکے بس سے باہر ہے۔ لیکن یہ ہے کہ بوسٹان بہت بڑا انڈسٹریل زون بننے والا ہے۔ اور سی پیک کا حصہ ہے۔

عبدالواحد صدیقی:- جی ہاں۔ جب تک آپ پورے بلوچستان کو انڈسٹریل ایریا ڈیکلائری نہیں کریں گے۔ آپکا نہ بے روزگاری ختم ہو گا۔ نہ پسمندگی دُور ہو گی۔ لہذا ہم قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنے قراردادوں کا مذاق نہ اڑائیں۔

جناب اسپیکر:- جی شکریہ۔

عبدالواحد صدیقی۔ بہت سارے قردادیں پہلے بھی pass ہو چکے ہیں۔ لیکن اُس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوتا۔

جناب اسپیکر:- وہ فیڈرل گورنمنٹ وہ کرتی ہے۔ جی شکریہ۔ جی سردار کیتھران صاحب۔

عبدالواحد صدیقی:- مہربانی فرمائ کر جو قرارداد بھی یہاں سے پاس ہوتا ہے۔ اُسکا پیچھا بھی کریں۔

جناب اسپیکر:- جی۔ فلورس دار کیتھران کو دیا ہے۔

سردار عبدالرحمن کیتھران (وزیرِ حکومت سائنس و انفارمیشن میکنالوجی، محکمہ خوراک اور بہبود آبادی)۔ شکریہ اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے تو میں قادر علی نائل صاحب کو ایوان کا حصہ بننے پر اور ایک fair-election جیت کر آنے پر اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ جناب! اگر آپ اجازت دیں گے۔ دو، چار مسئلے جو پہلے انہوں نے اٹھائے تھے۔ اُسکے ساتھ ہی قرارداد پر کروں۔ یا صرف قرارداد پر کروں؟۔

جناب اسپیکر:- قرارداد پر کریں تو بہتر ہے۔

وزیرِ حکومت سائنس و انفارمیشن میکنالوجی، محکمہ خوراک اور بہبود آبادی:- وہ تو چھوٹے چھوٹے مسئلے ہیں۔ ملک صاحب آج شاید مجھ سے ناراض ہے

جناب اسپیکر:- ملک صاحب آپ کی تعریف کر رہے تھے کہ واحد منستر ہے جو ہر ڈیپارٹمنٹ کا one man army ہے۔

وزیرِ حکومت سائنس و انفارمیشن میکنالوجی، محکمہ خوراک اور بہبود آبادی۔ اسی وجہ سے جنمائیں زیادہ بولا ہوں۔

تو اتنا اچھا مکمل مجھے بھیل گیا ہے خوراک کا۔ اور اب میں اس قابل ہوں کہ۔

جناب اسپیکر:- خوراک ہے۔ ابھی بہت سارے منظر یزد ہیں۔ کتنے ہو گئے؟۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لوجی اور بہبود آبادی۔ آپ گنتے جائیں انشاء اللہ۔

جناب اسپیکر:- پہلے ایک تھا۔ پھر دو ہو گئے۔ پھر تین ہو گئے۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لوجی، مکملہ خوراک اور بہبود آبادی:- تو ایسا مکملہ جناب ملا ہے کہ اس میں اپنے دوستوں کو گندم، پکوڑے، چس۔ جدول کرے فوڈ ہے۔ ہر چیز میں provide کر سکتا ہوں بغیر کسی قیمت کے نال۔

جناب اسپیکر:- جی۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لوجی، مکملہ خوراک اور بہبود آبادی:- پکوڑے نہیں کھائیں گے آپ لوگ؟۔

جناب اسپیکر:- میرے خیال میں مذاق والا فورم نہیں ہے۔ ایک محترم فورم ہے۔ اس میں قرارداد پر آ جائیں۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لوجی، مکملہ خوراک اور بہبود آبادی:- نہیں سر امیں نے مذاق نہیں کیا۔ میں خوراک کی بات کر رہا ہوں sir۔ مذاق کدھر ہے۔

جناب اسپیکر:- آپ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے نہیں لگ رہا ہے آپ سیریز۔۔۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لوجی، مکملہ خوراک اور بہبود آبادی:- sir! میں نے تو خوراک کی بات کی ہے۔

جناب اسپیکر:- اچھا۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لوجی، مکملہ خوراک اور بہبود آبادی:- آپ دیکھیں۔ آپ سوچیں۔

جناب اسپیکر:- چلو۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان (وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لوجی، مکملہ خوراک اور بہبود آبادی) :- sir جہاں تک یہ قرارداد کا سوال ہے۔ بلکہ میں دو، تین پاؤں تھیں ہیں۔ سروہ میں بولوں اُن پر۔ سب سے پہلے تو صدیقی صاحب نے ایک مسئلہ اٹھایا ہے کہ پولیس پر میں بولنا چاہرہ ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ بھی ماشاء اللہ اس ایوان کا تقریباً ہر دور میں حصہ رہے۔ پولیس ایک سپاہی۔ اُسکی تختواہ اتنی ہے کہ وہ اپنی ڈسٹرکٹ میں۔ اپنے علاقے میں رہ کر اپنے بیوی، بچوں کا گزارہ کرتا ہے۔ اگر اسکو دوسری جگہ پھینگ دیں گے۔ وہ جو کہتا ہے وہ اُسکی میں

میں چلا جاتا ہے۔ آگے سے گھروالے بیچارے بڑے کسپری کی حالت میں ہوتے ہیں۔ تو میں صدیقی صاحب کی بات کو سینڈ کروں گا کہ جہاں تک قراردادوں کا سوال ہے۔ پچھلے پانچ سال میں بحثیت قیدی۔ آپ اس چیز کے witness ہے جناب اسپیکر صاحب!۔ میں نے احتجاج بھی کیا۔ بار بار میں لایا۔ لیکن اس ایوان کی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ میں یہاں پر ایک نام لکھ رکھ پوتا ہوں۔ فاضل بٹ صاحب ہیں ایس پی۔ وہ پتہ نہیں اُس میں اتنی۔ حالانکہ اُس نے اپنا ریکارڈ کمپیٹر ولر سے غائب کر دیا ہے۔ اے ایس آئی ہے۔ پتہ نہیں اُسکے پاس کو نساوہ گر یا ہنر ہے۔ یا اُسکے سر پر تاج ہے۔ کہ کوئی بھی آئی جی۔ جتنے بھی آئی جی آئے ہیں۔ یہ انکا right-hand ہے۔ اور جس پوسٹ پر آج تک بیٹھا ہوا ہے۔ ایک ایوان نے۔ ایک رُن کے بہت سارے بھوتوں کے ساتھ۔ لیکن بدستور آج موجودہ آئی جی صاحب کا بھی وہ اشاف آفیسر بھی ہیں۔ M.T. بھی اُسکے پاس ہے۔ اے لی ایف کا بھی وہ انچارج ہے۔ تو ہماری باتوں کا اس حد تک وزن ہے پولیس کے حساب سے۔ تو میں صدیقی صاحب کی جوبات ہے۔ حکومت کی طرف سے میں کہتا ہوں کہ ایک پالیسی بنائیں، آئی صاحب۔ جو جس ڈسٹرکٹ کا ہے۔ وہاں پر اُسکی appointment ہونی چاہیے۔ اُسکی دو وجہات ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کا پیٹ پال سکے گا۔ دوسرا جو مقامی ہے۔ وہ مقامی لوگوں کو جانتا ہے۔ ایک anti-body کوئی بھی آتی ہے وہ recognised کرتا ہے۔ مقامی ہر اس علاقے سے مثل کے طور پر پیش ہے۔ کلی کربلا سے اس طرف سے۔ یارو سے۔ وہ ایک ایک آدمی کو جانتا ہے۔ crimes کم ہوتے ہیں۔ لیویز اسی لیئے بنائی گئی ہے وہ مقامی طور پر ایک ایک چیز کو جانتے ہیں۔ یہ آج نہیں۔ انگریز نے سو سال اس فارمولے پر کام کر کے اُس کے دور میں امن بھی تھا۔ سلسہ تھا۔ تو میں صدیقی صاحب کی بات کو گزارش کروں گا۔ آگے بڑھاتے ہوئے کہ آپ مہربانی کر کے اس ایوان کا روناد و ہنا ان ایوان تک پہنچا دیں۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ دوسرا میرے دوست شاء صاحب نے کہا کہ قراردادیں۔ جناب اسپیکر صاحب! قراردادوں کا جو حشر ہوتا ہے مرکز میں۔ وہ آپ بھی اس چیز کے witness ہیں۔ ہم بھی۔ جیسے ہی ہمارے اس پورے ایوان کی قرارداد جاتی ہے۔ میرے خیال ہے وہ ردی کی ٹوکری میں بھی ڈالنے کی جو ہے ناں تکلیف گوار نہیں کرتے۔ اسی لیئے یہ ہمارے قراردادیں اس طریقے سے kill ہو جاتی ہیں۔ تو جیسے میرے دوست سردار یار محمد نے کہا ہے۔ آپ جس کرسی پر بیٹھے ہیں جناب اسپیکر صاحب!۔ یہ بہت powerful کرسی ہے۔ ہماری گزارشات، چونکہ آپ Custodian of the House ہے۔ ہماری گزارشات ہوتی ہیں

آپ کے سیکرٹریٹ تک پہنچانے کیلئے، آگے آپ نے آپ کے سیکرٹریٹ نے اُس چیز کو pursue کرنا ہوتا ہے جواب لینا ہوتا ہے کہ کیوں اس چیز پر عمل نہیں ہوا۔ آپ دیکھیں جناب اسپیکر صاحب ہم خالی بلیو پاسپورٹ کیلئے بار بار اور وہ آخر تک تین مہینے میں ملا، وہ بھی تین مہینے کیلئے تو ہمارے اس قراردادوں کا وزن یہ ہے جناب اسپیکر! صاحب۔ اب آتے ہیں اس قرارداد کی طرف ہرنائی ڈلن مل، میرے دوست نے کہا چوتھے مستونگ اور بولان ٹیکسٹائل مل، بلیلی آپ اس وقت دیکھیں بلیلی ٹیکسٹائل مل کو آئی ٹی یونیورسٹی میں convert کیا گیا، میرے خیال ہے کہ اُس کے graduates جو نکل رہے ہیں اور اُسیں level competition پر international competition کر رہے ہیں اور میں نے تو ایک دفعہ کیا ہے اُسکو میں کہتا ہوں کہ جو باہر کے universities ہیں یا ادارے ہیں ان کے برابر کے طور پر اُس کا discipline اُسکا ماحول اور اُسکی ایجوکیشن۔ دو ادارے تھے اُس وقت PIDC (Pakistan industrial corporation) اور دوسری تھی PMDC (Pakistan mineral development corporation) یہ ہرنائی کا تمام علاقہ یہ بلیلی تھی یا چوتھے مل تھی ہماری مستونگ کی۔ یہ ادارے چلا رہے تھے۔ اب بعد میں یہ ہوا کہ ہرنائی ڈلن مل نیلام کی گئی۔ نیلامی میں لاہور کی پارٹی مشینری لے جا رہے تھے، میں سلام پیش کرتا ہوں ہرنائی کے لوگوں کو۔ کہ انہوں نے resist کیا اُس دور میں جبکہ گورنمنٹ کو کرنا چاہیے تھا لیکن گورنمنٹ نے کوئی ایکشن نہیں لیا۔ ان کے لوگوں لوگوں نے resist کیا اور وہ مشینری دنیا کی بہترین مشینری آج بھی موجود ہے۔ جناب اُس کا standard کیا تھا کہ پاکستان کی دو، ہرنائی ڈلن مل اور لارنس پور کا سوٹنگ۔ وہ دنیا کے اُس لیول پر، انٹرنشنل لیول پر دنیا کا جو سب سے اچھا کپڑا بنتا ہے۔ ابھی تو جاپان بہت آگے آگیا۔ مانچستر برطانیہ میں۔ یہ گرم سوٹنگ میں اُسکو beat کر رہا تھا۔ ہماری بدمقتوں یہ ہے۔ عجیسے میرے دوست نے کہا نصر اللہ زیرے نے چھسات اضلاع جن کا بنیادی پیشہ گلہ بنی ہے وہ اُس کو feed کر رہے تھے۔ موں سون کی رخچ میں natural۔ پتہ نہیں کیا ہے کہ بلوچستان۔ میں کہونگا کہ بلوچستان کی بدمقتوں ہے کہ جو بھی ادارہ آتا ہے یہاں پر وہ collapse ہو جاتا ہے۔ کون collapse کرتا ہے یہ میں پتہ نہیں ہے، اب اس کے۔ یہ بھی آپ کے production د

رہی ہیں۔ بولان ٹکسٹائل مل کی جگہ جو یونیورسٹی قائم ہوئی University T.I. قائم ہوئی، یہ بھی ایک production ہے، یہ ہمارا مستقبل ہے۔ یہ ہماری زندگی ہے۔ ہمارے صوبے کی زندگی ہے کہ اس سے پڑھ کے جو نکلتے ہیں وہ وہول سے زیادہ قیمتی ہیں۔ میں appreciate کرتا ہوں کہ جو یہ قدم اٹھایا گیا۔ جس نے بھی اٹھایا تھا۔ میری suggestion یہ ہے کہ ہر نئی ڈولن مل BPP basis پر آئے یا جیسے آئے۔ اس کو functional ہونا چاہیے۔ اس کے دو وجہات ہیں ایک تو مقامی لوگوں کو روزگار ملے گا۔ دوسرا ہم اس مل سے زر مبادلہ کما سکتے ہیں اور تیسرا بات یہ ہے کہ اس کے suroundings میں جو حالات ہیں۔ جن کا ذکر law and order کی صورت میں زیرے صاحب نے کیا۔ چونکہ میں ان علاقوں سے اچھی طرح واقف ہوں، کچھ بھی ہوتا ہے insurgency ہوتی ہے یا law and order کی situation creat ہوتی ہے جب لوگوں کو روزگار ملے گا تو وہ آپ کا لاء اینڈ آرڈر کی situation cover ہو جائیگی اور لوگوں کو روزگار بھی ملے گا اور آپ کو زر مبادلہ ملے گا۔ لہذا اس قرارداد کو صرف نور محمد دومر صاحب کے نام سے نہیں بلکہ مشترکہ قراردا د پورے ایوان کی طرف سے اس کو منظور کیا جائے۔ یہ ہم سب کا گھر ہے۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ یہ بلوچستان ہے یہ ہماری زندگی ہے یہ ہمارا ایمان ہے، یہ ملک ہمارا ایمان ہے۔ ہم اس کی وجہ سے اس حیثیت میں کھڑے ہیں۔ جہاں پر غلامی ہوتی ہے جناب اپنیکر صاحب! آپ فلسطین کو دیکھیں، آپ کشمیر کے حالات دیکھیں۔ ہم الحمد للہ ایک آزاد ریاست میں آنکھیں کھولی ہیں، ہمارے بڑوں نے جس طریقے سے زندگی گزاری ہے انگریز کی غلامی کی۔ وہ جو دست انیں آج بھی جو سینہ بسینہ چلی آتی ہیں تو رونا آتا ہے۔ آج شکر الحمد للہ کہ ہم نے ایک آزاد ملک ایک خود مختار ملک ایک اسلامی ریاست میں۔ ہم نے آنکھیں کھولی ہیں یہ ہماری پہچان ہے۔ ہم نے اس کیلئے کام کرنا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ وہ اپوزیشن ہے اور ہم ٹریئری پیچز ہیں۔ یہ بلوچستان ہم سب کا گھر ہے۔ اس میں رہنے والا ہر فرد چاہے وہ کسی بھی قوم سے، کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتا ہے اس کا برابری کے حقوق ہیں۔ چاہے وہ کوئی بھی ہے تو لہذا میری ایوان سے گزارش ہے اور میرے خیال میں پورا ایوان اس چیز پر متفق ہے کہ یہ مل مشینری، وہ کہتے ہیں ناں کہ گاڑی پہ بیٹھے اور سلف لگائیں۔ اس پوزیشن میں ہیں۔ میں نے خود visit کیا۔ تھوڑی بہت معمولی

10% یا 15% اس کی repair ہو گی۔ مشینری as it is ہے، میں دباؤ کی دیر ہے۔ تو یہ قرارداد ہماری جیسے سردار یار محمد نے کہا ان کی حکومت ہے پیٹی آئی کی ہم ان کو بھی گزارش کریں گے ان کے ممبر بیٹھے ہیں ان سے بھی گزارش کریں گے۔ ہم اپنے قائد ایوان سے بھی گزارش کریں گے کہ وہ گورنمنٹ کی سطح پر اس چیز کو take-up کریں آگے لے جائیں۔ لیکن حکومتیں بنتی ہیں اس ایوان سے۔ ایوان کی طاقت بالآخر ہے۔ جیسے میرے دوست لے آئے اس میں۔ یہ ایوان بہت بڑی چیز ہے۔ اگر اس کو صحیح طور پر آپ جیسا ایک منجھا ہوا سیاست دان اور تجربہ کار اپسیکر۔ جس کے پاس سیکرٹریٹ ہے۔ اگر یہ pursue کریگا۔ مجھے امید ہے یہ مل اصل حالت میں functional ہو جائیگی۔ اگر نہیں ہوتی تو پھر ایک خوبصورت ادارہ TA کی طرح آئی یونیورسٹی کی طرح اس کو کوئی بھی نام دے دیں۔ انجینئرنگ یونیورسٹی بنائیں۔ میڈیکل کالج بنائیں یا آج جدید دور ہے آئی ٹی کا دور ہے۔ ایک آئی ٹی کی یونیورسٹی وہاں پر بنادیں۔ تو یہ بہت بڑا احسان ہو گا۔ ہم اس صوبے پر مرکز کا۔

Thank you very much.

جناب اپسیکر:- جی شکر یہ۔ جی زہری صاحب! بسم اللہ کر لیں۔

میر یوسف عزیز زہری:- سب سے پہلے میں قادر علی نائل صاحب کو اپنی جانب سے، اپنی جماعت جمیعت العلماء اسلام کی جانب سے اور پورے اپوزیشن کی جانب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ وہ اس امید کے ساتھ ان سے یہی امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے حلقوں کے ساتھ ساتھ اس صوبے کو جو بیروزگاری، جہاں خشک سالی، بہاں پر تعلیم کی کمی اور دوسری ہمارے مسائل ہیں وہ ان میں اس صوبے کیلئے اس قوم کیلئے اس ایوان کیلئے وہ اپنی خدمات سرانجام دے گا۔ جناب اپسیکر! اگر تھوڑی سی اجازت ہو تو میں اس قرارداد پر بات کر دو۔ ہمارے بھائی دو مر صاحب نے جو قرارداد پیش کی۔ اس پر ہمارے جماعت نے کامل حمایت کا اعلان کیا ہے کہ ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو چھو تو مل مستوگ میں ہے اور بولان یکٹاکل مل تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ دو یا تین چیزیں اور اگر میں مزید add کر لو کہ انکو زردیکھا جائے کہ بلوچستان کو جیسے انڈسٹریل زون قرار دے دیا گیا۔ اور پچھلے ادوار میں مختلف جگہوں پر انڈسٹریل زون بنائے گئے۔ جس میں کچلاک میں بنایا گیا اسی طرح مکران میں اور نصیر آباد میں اور اسکے ساتھ ساتھ خضدار میں بھی بنایا گیا اور گوادر میں بھی بنایا گیا۔ لیکن ان کی اہمیت کو

وہاں سے ہم بولان مل بند کر رہے ہیں، فیکٹریاں بند کر رہے ہیں اور وہاں پر دوسرے گھنگھوں پر ہم انڈسٹریل زون بنارہے ہیں اور اس انڈسٹریل زون کی افادیت کو اگر آپ دیکھا جائے جہاں جہاں انڈسٹریل زون بننے ہوئے ہیں وہاں پر ابھی تک کسی کو ایک پلات بھی الٹ نہیں کیا ہے۔ اور خضدار کی بات میں کروں اپنے حلقة کی بات کروں۔ خضدار میں جو انڈسٹریل زون بنایا گیا وہ صرف کرپشن اور کمیشن کی حد تک ہے۔ اس انڈسٹریل زون میں خدار اس کو فعال کیا جائے اور اس کو ان حقداروں کو دیا جائے جنہوں نے وہاں پر فیکٹری لگائے ہیں۔ ابھی خضدار میں کم سے کم 60 سے 70 فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں ماربل کی۔ تو ان کو ہم نے پہلے بھی کہا تھا اب بھی میں گزارش کرتا ہوں کہ ان سب فیکٹریوں کو اُسی زون میں شفت کیا جائے تاکہ وہ کامیاب ہو جائے اور اس کی افادیت کچھ ہو۔ کیونکہ اس پر جتنے بھی بات کیا جائے اور مجھے جو شک ہے اور مجھے جو اس پر تحفظات ہیں وہ یہ ہیں کہ اسکو منظور نظر بندوں کو الٹ کیا جائیگا۔ اور جو حقدار ہیں ان کو نہیں ملے گا۔ اس پر میں یہی گزارش کروں گا کہ سردار صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے سب کے قابل احترام، وہ ابھی چیزوں کو focus بھی کرتے ہیں اور اور ان پر ہمارے تحفظات بھی دور کرتے ہیں۔ میری یہی گزارش ہو گی سردار صاحب آپ کے توسط سے کہ سردار صاحب! آپ اس چیز کو بھی دیکھ لیں جو کچلاک میں انڈسٹریل زون بنانا ہوا ہے یا خضدار میں بنانا ہوا ہے یا گواہ میں اور بوستان میں بھی بنایا گیا ہے ان کو فعال کیا جائے اور ان کو کرپشن اور کمیشن کی حد تک نہیں رکھا جائے۔

شکریہ جناب۔

(اس مرحلہ میں سردار بابرخان موسیٰ خیل، جناب ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدرات کی)۔

سردار بابرخان موسیٰ خیل (جناب ڈپٹی اسپیکر)۔ شکریہ۔ جی۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان (وزیر محکمہ سائبنس و ٹیکنالوجی اور خوراک)۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک دو points رہ گئے تھے۔ میں وہ کر دیتا ہوں پھر آگے اس کو بڑھاتے ہیں۔ جیسے زہری صاحب نے کہا ہے انڈسٹریل زون کا۔ ہماری حکومت ہماری قیادت ہمارا جو قائد ایوان ہے۔ اس چیز پر بہت serious طریقے سے کام کر رہا ہے، انشاء اللہ ہم آپ کو بہت جلد خوشخبری دینگے بلوچستان انڈسٹریل استیٹ اس پر بھی مختلف حکومتیں۔ حکومتیں نہیں اس وقت top پر چاہنا جا رہا ہے۔ اس کی مختلف گروپس جو

انٹرنشنل لیوں پر کام کر رہے ہیں اور ہمارے اُس کے ساتھ بات چیت ہو رہی ہے۔ جس طریقے سے آپ نے فرمایا خضدار انڈسٹریل زون کا مجھے پتہ ہے کہ اُسکا کیا ہوا تھا۔ اُس پر بھی ہم جارہے ہیں اور ہم اس میں ہماری گورنمنٹ اس میں یہ کر رہی ہے جہاں پر ہمارے حب ہے، مثال کے طور پر حب ہے یا اس طرح بولان ہے یا آپ کا کئی یابواث کا۔ تو یہاں پر بھی جہاں ہمارے صوبے کو دوسرے صوبوں سے ہم inter-link ہو رہے ہیں تو میرے قائد نے ایک proposal بنائی ہوئی ہے کہ یہاں پر ہم چھوٹے چھوٹے انڈسٹریل زون قائم کریں۔ تاکہ ہمارا رامیٹریل جو کوڑیوں کے دام نکل جاتا ہے دوسرے صوبوں کو وہ یہاں پر اُس کی utilization ہو اور یہاں پر وہ ایک product بن کے آگے نکلے۔ تو انشاء اللہ بہت جلد، انشاء اللہ انشا اللہ اس۔ اچھا! دوسرے پاس تھامیرے دوست کا ملک صاحب کا ہے۔ میں گزارش کرو کہ انشاء اللہ ہماری جو commitment ہو گی وہ age relaxation کا میں کوئی نوٹیفیکیشن آپ کو پہنچاؤں گا۔ گیس کے بارے میں۔ دیکھیں! میں نے گزارش کی کہ چاہے اُس وقت ہم اُدھر تھے۔ میں جمیعت العلماء اسلام میں تھا۔ میں ہمیشہ اُدھری ہوں، میرا دل اُدھر ہے۔ تو جناب اپنے صاحب! جیسے میں نے پہلے عرض کی کہ گیس و فاقی محکمہ ہے۔ اس وقت آپ کوئی کیا ہر جگہ کی برقی حالت ہے۔ چلتے چلتے casualties ہو رہی ہیں اس میں آئیں گی۔ گیس یکدم بند ہو جائیگی۔ ابھی پچھلے دنوں آپ نے اخبارات میں پڑھا۔ میاں بیوی فوت ہو گئے دوسرے۔ (مدخلت)۔ جی ہاں! میں یہی کہہ رہا ہوں ہم انسان ہیں سب انسان برابر ہے لیکن کچھ ایسے چیزیں ہیں جو جن کی کوئی قیمت نہیں لگائی جاسکتی ہے۔ جن کا کوئی نعم المبدل نہیں ہے۔ اسی گیس کی وجہ سے casualties ہوئی ہیں۔ تو گزارش یہ ہے کہ یہی گیس کا جوانہوں نے مسئلہ اٹھایا ہے ہم ان کے ساتھ ہیں۔ ہم اپنے گورنمنٹ کے لیوں پر بھی اُس کی بھی میں، ملک صاحب شاید کہیں کہ زیادہ بول گیا ہے، کل وزیر پیٹرولیم آیا ہوا تھا۔ میرے قائد نے اور میرے دوستوں نے یہ سارے میئنگ میں اُسکے ساتھ تھے، یہ کمپنیوں کے حوالے سے جو یہاں پر

drilling کر رہی ہیں، سروے کر رہی ہیں اور اُسکے ساتھ جو گیس کے مسائل ہیں ہمارے اُسکے ساتھ تفصیلی انہوں نے مینگ کی ہیں اور ان کو میں بھی جانتا تھا پہلے ہم جب اکٹھے ساتھ رہے ہیں۔ (مداخلت) میں نے کہا جواب دے دوں ایک آدھ پواسٹ تھا۔ تو اس پر بھی میرے قائد وزیر اعلیٰ صاحب on-board ہیں، ہمارے دوست جو بھی صحیح کو ملے، شام کو تو ہم نے بھی اُس کے ساتھ مینگ کی۔ تو ہم on-board ہیں انشاء اللہ ہماری جتنی بھی غربتی طاقت ہے، حکومت بلوچستان کی ہم لگا کے یہ ہم سب کا آپ سب کا مسئلہ ہے کہ کیس کا problem حل ہو۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی اسپیکر:- جی شکریہ۔ جی ملک صاحب! میرے خیال سے قرارداد کی طرف، آپ لوگ تشریف رکھے عبدالائق صاحب! اگر محقربات کرنا چاہتے ہیں قرارداد کے اوپر۔
نصراللہ خان زیرے:- میں point of order پر ہوں جناب اسپیکر۔
جناب ڈپٹی اسپیکر:- قرارداد کے بیچ میں point of order بھی نہیں ہوتا۔ پھر zero hour میں آپ بات کریں۔

نصراللہ خان زیرے:- جی نہیں، باہر دو گھنٹے سے چیئر مین صاحبان اسمبلی کے سامنے کھڑے ہیں، یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم جا کر کے کمیٹی بنائیں۔ یہ تو حکومت کی ذمہ داری ہے۔ بڑی مہربانی۔ عبدالائق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکیم و ثقافت، سیاحت و آثار قدیمه) :- جناب اسپیکر! یہ چیئر میں حضرات کی پانچ دن، دس دن رہتے ہیں تو یہ دلیے اپنے time کو بڑھا رہے ہیں، ہم کیسے اُس کو بڑھادیں؟ 28 جنوری کو دلیے ان کا time پورا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- آپ تشریف رکھیں، جی عبدالائق ہزار صاحب محض کر دیں تاکہ قرارداد پر آجائیں۔ جی order in the House.

مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکیم و ثقافت، سیاحت و آثار قدیمه:- معدرت کے ساتھ، دو منٹ، پانچ منٹ مجھے بھی دے دیں kindly، سب سے پہلے میں شکریہ ادا کرتا ہوں سارے ساتھیوں کا اپوزیشن ساتھیوں کا، جمیعت علمائے اسلام کا، بی این پی، پشتو انخوا میپ، بلوچستان عوامی پارٹی کا جنہوں نے آج بڑی گرم جوشی سے، مطلب ہمارے candidate کو یا ہمارے نمائندے کو یہاں پر خوش آمدید کہا، میں بہت شکریہ ادا کرتا ہوں

آپ سب کا۔ جناب اسپیکر! یقینی طور پر 31 دسمبر کا جو ایک historical election تھا، اپنی ایک constituency میں جا کے campaign نہیں کر سکتے تھے۔ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ ہم آزادانہ، جمعیت علمائے اسلام ہزار ٹاؤن میں آکے campaigning کرتا تھا اور ہم پشتون باغ اور بلوج بیلٹ میں جا کے campaigning کرتے تھے، یقینی طور پر اس سے ایک اچھے تاثرات بھی پیدا ہوئے۔ اور اس سے interaction بھی بڑھی۔ ہم ایک دوسرے کو سنتے بھی تھے اور یہ ہماری خواہش تھی کہ ہم کوئی شہر کو بلوچستان کو پرانا کوئی شہر یا پرانا بلوچستان کی طرف لانے کی ہم کوشش کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:۔ عبد الخالق صاحب! قرارداد پر آجائیں۔ آپ zero hour میں بیشک شکر یہ بھی ادا کر لیں سب کا، بات بھی کر لیں۔

مشیر برائے وزیر اعلیٰ حکومت، کھیل و ثقافت، سیاحت و آثار قدیمه:۔ میں دو منٹ میں اسپیکر صاحب! اُس سے پہلے ہماری ساتھیوں نے بھی قرارداد پر بات نہیں کی، یہی باتیں کی ہیں جو ہم انکے جواب دے رہے ہیں۔ ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ امن و امان کی حالت بہت گھمبیر ہے، میں نے کہا کہ یا! 2013ء سے 2018ء تک آپ جا کے analysis کر دیں، 2008ء سے 2013ء تک analysis کر دیں، پھر آج کا دور جو چھ مہینے ہمارا دور ہے، آپ اسکو analyse کر دیں، آپ ایک نتیجہ پر پہنچیں گے کہ جہاں پر اس فلور پر خود ہماری اسمبلی کے ممبرز کہتے تھے کہ یہاں بلوچستان میں ستر، ستر gangs ہیں۔ 2015-16ء کی بات ہے، 18 اگست کو یہاں پر ولاء کے اور کیا ہوا؟، مستونگ کے نو، دس ایسے واقعات ہیں، کیا ہوا؟۔ وہ ہم بھول گئے۔ بائیں سے تیس لوگوں کی چھاتیوں پر مارا گیا تھا۔ آج میں کہتا ہوں کہ کہیں پر کوئی واقعہ ہوا ہے؟۔ لیکن غلط ہے، بالکل اُسکی نہ مت کی جائے لیکن حالات اتنی گھمبیر نہیں ہیں جن ساتھیوں نے اس کو کہا۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ ہماری حکومت انشاء اللہ بھرپور کوشش کر رہی ہے کہ وہ حالات کو normal بھی کر دیں اور امن و امان کے حوالے سے ہم کسی صورت میں خصوصاً امن و امان، خصوصاً میرٹ پر کوئی compromise نہیں ہو گا کہ ہم کر پشن پر۔ کر پشن کو تو میں نے اپنے cabinet جلاس میں کہا ہے کہ جو نوکریاں بیچتے ہیں، کسی نے کہا کہ وہ بے غیرت ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں وہ اپنے ماں کا دودھ بیچتے ہیں۔ آپ نوکریوں کو کیوں بیچتے رہے ہیں؟۔ اگر کسی نے بیچا ہے، مجھے ایسی cases آئے ہوئے ہیں، ایسی cases میں کہ ایک غریب والد نے اپنا گھر گروئی رکھ کر وہاں پر جس طرح appointments ہوئی ہیں، ہمیں معلوم ہیں۔ آپ کیوں اس پر، یہ غلط

بات ہے، جو یقینی طور پر پیسے لے کر کے appointment کرتے ہیں، لوگوں کی حق تلفیاں کرتے ہیں، میرٹ کو پامال کرتے ہیں، یقینی طور پر تو وہ اسی حق کے لائق ہیں۔ میں تو یہی comments دوں گا اُسکے بارے میں، کیا comments دوں، ایک غریب سے آپ پانچ لاکھ روپے لے کر، ایک چڑھا اسی appoint کر رہے ہیں۔ وہ کہاں سے کر رہا ہے وہ پیسے؟۔ تو یقینی طور پر ایک آدمی مطلب اُسکو چاہیے اس لیے اس حکومت میں جناب اسپیکر! میں باور کرتا ہوں کہ ساتھیوں نے کہا کہ اس ہاؤس کی credibility یقینی طور پر ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ اور ہر صورت میں آپ ساتھیوں کے ساتھ mutual understanding سے، consultation کے ساتھ ہم آگے جائیں گے۔ اور اس حکومت کو بھی چلاں گے۔ آپ کے قرار دادوں کی اہمیت ہو گی، آپ آئمیں بالکل بے فکر ہیں۔ اور جہاں رہی بات قرارداد کی جو مژہ صاحب نے پیش کی ہے، یقینی طور پر ہر نائی ڈلن میں ہے۔ بعض ساتھی تو کہتے ہیں کہ بھی! آئمیں ہزاروں کا کیا ہے؟۔ لیکن وہاں پر 500 مزدور ہیں، پانچ سو مزدور میں تو کوئی ایک ہزارہ نہیں ہے لیکن ہر نائی کس کا ہے؟۔ ہر نائی بلوچستان کا ایک district ہے۔ بلوچستان میں ہے۔ زیارت کہاں پر ہے؟۔ زیارت بلوچستان کا ہے۔ سبی کہاں ہے؟۔ سبی بلوچستان کا ہے، یہاں پر ثواب کہاں ہے؟، چمن کہاں ہے؟، قلات کہاں ہے؟ یہ سارے بلوچستان کے districts ہیں۔ تو یقینی طور پر جہاں پر بھی نا انسانی ہو گی اس پورے صوبے میں پانچ سولوگ اگر بیروزگار ہوں گے آپ جناب اسپیکر! اُسکو کیکھ لیں کہ کہاں پر ان کے منفی اثرات کہاں تک پہنچیں گے، ان کے منفی اثرات کتنے گھر انوں کو، کتنے ہزاروں لوگوں کو وہ متاثر کر سکیں گے۔ اس لیے اس بڑی زمین ہے، جو 43.5 ایکٹر پر مشتمل ہے۔ اسکو بیرونی اور فوری طور پر بحال کیا جائے۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ اور یقینی طور پر مجھے خوشی کہاں پر ہو رہی ہے کہ ہمارے سب سے پہلے اختر لانگو صاحب نے اسکی حمایت کی، یقینی طور پر اسکی نمید اہمیت بڑھے گی جب ہم اسکو مشترک طور پر لائیں گے، اپوزیشن اور اقتدار والوں کی طرف سے لائیں گے۔ تو یہ قرارداد میری طرف سے میری پارٹی کی طرف سے، میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ thank you very much

احمد نواز بلوج:- جناب اسپیکر! ایک ہفتہ پہلے ایک بوری بند لاش ملی وہ ایک second year student کی تھی، یہ امن و امان ہے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- جی ملک صاحب! مختصر کر دیں کیونکہ یہاں آگے بھی بہت کارروائی رہتی ہے۔
ملک نصیر احمد شاہواني:- بہت ہی مختصر، میرے خیال میں یہ دونوں قرارداد، مژہ صاحب ہمارے دوست

نے پیش کیا ہے، آج تھوڑا وہ بھی زیادہ جذبائی تھا۔ اچھا ہے کہ انہوں نے قرارداد لایا۔ اور ہماری طرف سے اگر خدا انخواستہ اس قسم کی جذبات نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ بلوچستان کے حوالے سے آپ جو بھی قرارداد جو بلوچستان کی عوام کے مفاد میں ہوتے ہیں جو بھی لا کیں تو اپوزیشن آپ کے ساتھ ہے۔ اور بہت سارے ایسے قرارداد جو ہم نے مشترک طور پر لائے تھے، جس طرح میں نے ذکر کیا اس سے پہلے بھی قحط سالی اور خشک سالی کے حوالے سے۔ اور یہاں پر ہم نے گزارش کی کہ کمیٹیاں بنائی جائیں۔ آج اس ایوان میں روایا جا رہا ہے ”کہ ہماری قراردادوں کی کوئی اہمیت نہیں“۔ دیکھو! ہم کہتے ہیں کہ جب ہماری قراردادوں کی کوئی اہمیت نہیں تو پھر اس اسپیکر، اس اسمبلی کو، ان قراردادوں کو جو ہم یہاں پر pass کرتے ہیں فیڈرل گورنمنٹ کی طرف بھیجتے ہیں پھر انکو pursue بھی کرنا چاہیے۔ ان قرارداد پر، پھر بجائے ہم یہاں بیٹھ کر ماتم کریں اُسکو آگے لے جائیں۔ اور ان قراردادوں سے کچھ حاصل کریں۔ تو پچھلی جو قرارداد تھی، ہم اس قرارداد کی ایک نہیں بلکہ دونوں قراردادوں کی ہم حمایت کرتے ہیں، اپنی طرف سے، اپنی پارٹی کی طرف سے۔ یہ وہاں کے لوگوں کا حق ہیں کہ وہاں پر یہ area mill۔ بالکل ایسا ہے جہاں پر زیادہ مال دار لوگ ہیں کہ ان کا حق بتاتا ہے یعنی مختصر یہ ہے کہ اسکے اندر مشینی بھی پڑی ہوئی ہے۔ اس کو بہت جلد، اس کے ساتھ ہی یہاں پر جو چوتھا woollen mill ہے اس کو بھی شامل کیا جائے۔ اور اس کے ساتھ جو ہم نے پچھلی آپ کے ہوتے ہوئے ایک قرارداد پاس کی تھی قحط سالی اور خشک سالی کے حوالے سے، ایک مشترک کمیٹی، سردار صاحب تو چلا گیا لیکن اس مشترک کمیٹی کو آج تک اُسکو announce نہیں کیا۔ اس کو بنا یا نہیں گیا۔ آج اُسکو ڈیر ہے مہینے اور گزر چکے ہیں۔ خشک سالی کی شدت اور بھی بڑھ رہی ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہم یہاں پر بیٹھ کر باتیں کرنے سے نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے کیلئے یہاں پر اگر وہ کمیٹی بن جاتی ہے یہ کمیٹی پھر اسلام آباد جاتی ہے، ان قراردادوں کے لیے بھی وہاں کوشش کر سکتی ہے۔ اور وہ قرارداد جو پہلے ہم نے pass کیے ہیں انکے لیے بھی۔ اور آخر میں ایک دفعہ پھر میں ان دونوں قراردادوں کی ہم حمایت کرتے ہیں۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ان کو جتنا جلد ہو سکے ان کو pass کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ کیا قرارداد نمبر 9 کو ایوان کی مشترک قرارداد کے طور پر منظور کیا جائے؟۔ قرارداد نمبر 9 مشترک طور پر منظور ہوئی۔

میرے خیال سے پیش کر دینے، پھر بحث کے بجائے جلدی اسکو منظور کر دیں گے۔ جناب نور محمد مژر صاحب!

آپ اپنی قرارداد 10 پیش کریں۔

جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے قرارداد نمبر 10۔

نور محمد مژر (وزیر مکملہ و اساساً اور پی ایچ ای)۔

ہرگاہ کہ زیارت کراس سے کچھ اور کچھ کراس سے ہرنائی اور ہرنائی سے سنجاوی تک شاہراہ NHA کے ذریعے تعمیر کرنے کی منظوری ہو چکی ہے۔ اور کافی عرصہ گزرنے کے باوجود حال مذکورہ شاہراہ پر تعمیر کا کام تعطل کا شمار ہے۔ جس کی وجہ سے مذکورہ علاقے کے لوگ کوئلہ، بچل اور سبزیاں وغیرہ صوبہ کے دیگر اضلاع اور صوبوں میں پہنچانے میں اور اپنی روزمرہ کے معاملات نمائنے سے قاصر ہیں۔ جس کی وجہ سے نہ صرف صوبہ بلکہ ملکی معیشت کو بھی زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ زیارت موڑ سے کچھ، ہرنائی اور ہرنائی تا سنجاوی شاہراہ کو جلد از جلد ٹینڈرز کرنے کے ساتھ ساتھ شاہراہ کی تعمیر کا کام شروع کرے۔ نیز کچھ کراس سے زیارت اور زیارت سے سنجاوی اور پھر سنجاوی سے لورالائی تک کی شاہراہ کی منظوری دی جائے۔ تاکہ یہ شاہراہ مکمل طور پر لورالائی 70-N جو قلعہ سیف اللہ سے لورالائی تک 70-N آتا ہے اُن کے ساتھ مسلک کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- قرارداد نمبر 10 پیش ہوئی۔ کیا محکم اپنی feasibility پر بات کریں گے۔
 نور محمد ذمہ (وزیر محکمہ واسا اور پیلک ہیلتھ انجینئرنگ):- جناب اسپیکر! ہرنائی روڈ، کچھ موڑ سے ہرنائی اور ہرنائی سے سنجاوی تک، اس کی منظوری پہلے سے ہو چکی ہے۔ اُنکے لیے فیڈرل PSDP میں پیسے بھی allocate ہوئے ہیں۔ لیکن ابھی تک اس پر یہ tendering process میں نہیں گیا۔ تو یہ بہت لازمی ہے، وہ اس لیے کہ ہرنائی اور سنجاوی کے درمیان روڈ بہت خستہ حالت کا شکار ہے۔ اور ہرنائی سے ساتھ پھر یہ روڈ سنجاوی سے لورالائی تک، وہاں جو 70-NA مسلک کیا جاتا ہے۔ ڈکی کے جو heavy traffic سینکڑوں کے حساب سے، وہ دن میں اس روڈ سے چلتے رہتے ہیں اُن گاڑیوں کے مالکان کو بہت ٹکالیف ہیں۔ تو اس لیے میں نے عرض کیا تھا کہ یہ جلد سے جلد اسکے tendering process میں چلا جائے۔ اور ساتھ ساتھ اس قرارداد کے ساتھ ساتھ میں نے ایک دوسرا قرارداد یہ تو ان کی منظوری ہو چکی ہیں۔ ہماری آج کی اس ایوان سے صرف یہ گزارش تھی کہ یہ ایوان مرکزی حکومت سے درخواست کرے کہ ایک کام جو منظور ہو چکا ہے، اُسکو expedite کیا جائے۔ اُس پر جلد سے جلد کام شروع کیا جائے۔ آج جو میں نے ایک دوسرا قرارداد اسی کچھ موڑ سے زیارت تک، زیارت سے سنجاوی تک تاکہ وہ جو 70-NA لورالائی تک آیا ہوا ہے یہ بھی NHA کے حوالے کیا جائے۔ تو اس کی حق میں، کچھ دوستوں نے کہا کہ قراردادوں کی اہمیت نہیں ہے، ہر ایک، جو قرارداد آتے ہیں میں کہتا ہوں یہ قرارداد بہت لازمی ہے۔ کچھ قرارداد اس طرح کے

ہوتے ہیں یقیناً جن کی feasibility نہیں بتی۔ لیکن اسکا tourist city اس لیے بنتا ہے کہ زیارت شہر جو ساری دنیا کو معلوم ہے، ہماری پوری بلوچستان میں ایک tourist city ہے۔ تو پورے بلوچستان میں کوئی اور tourist city نہیں ہے، یہی ایک زیارت ہے۔ آپ کو پتہ ہے تقریباً یہ جو ہمارے قومی دن ہوتے ہیں، وہاں پہنچنے والوں کے حساب سے گاڑیاں زیارت تک چلتے رہتے ہیں۔ پھر زیارت وہ شہر ہے، زیارت کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ زیارت جو کہ پوری ایشیاء میں دوسری نمبر پر ہے ان کی جنگلات کے حوالے سے۔ اور پھر قائدِ اعظم محمد علی جناح کی آخری آدوار کی آرامگاہ وہاں پر ہے۔ اور پھر زیارت کی آب و ہوا جو گرمیوں میں سارے لوگ وہاں جا کے enjoy کرتے ہیں۔ اور پھر زیارت شہر صرف زیارت کے رہنے والوں کا نہیں ہے، زیارت کے والوں کا نہیں ہے۔ زیارت شہر پوری بلوچستان کے عوام کی ہے۔ وہاں پر میں یہ ثابت کر سکتا ہوں ہماری جتنی بھی ex-parliamentarian ہیں ہیں سب کی وہاں پر ایک ایک شاندار کوٹھی بنی ہوئی ہے۔ تو اس لیے میں کہتا ہوں کہ یہ بہت اہمیت کا حامل قرارداد ہے۔ تو میرا یہ درخواست اس لیے اس ایوان سے ہے کہ اس کو اتفاق رائے سے منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- جی شکر یہ۔

نصراللہ خان زیرے:- جناب اسپیکر! جناب ڈمڑ صاحب نے جو قرارداد پیش کی میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ جو ان کا دوسرا قرارداد نمبر 10 ہے، اسکے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ یہ ہے کہ کچھ موڑ ہر نائی، ہر نائی سے پھر آپ کا سنجاوی، اس روڈ کے حوالے کہہ رہے ہیں۔ اس روڈ کے حوالے سے میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہ رہا ہوں کہ یہ روڈ اسکی باقاعدہ CDWP Economic Council میں گزشتہ سال اپریل میں اسکی منظوری بھی ہوئی ہے۔ اب یہ صرف tender کے اُسمیں ہے کہ اسکا tender ہو جائے۔ اس روڈ کے حوالے سے یقیناً اب جلد ایک وفاقی حکومت وہاں موجود ہے۔ میں اُس سے request کروں گا کہ خدا را! آپ نے جو ہمارے منصوبوں پر cut کیا ہے اس cut کو آپ ختم کریں۔ اور یہ جو منظور روڈ ہے جتنے بھی اس کے قوانین ہیں، قانونی وہ ہیں، اُس پر عملدرآمد بھی ہوا ہے۔ اسکو آپ ٹینڈر کرادیں۔ دوسرا حصہ قرارداد کا دوسرا ہے ویسے عموماً یہ ہے کہ قرارداد میں ایک subject کو لیا جاتا ہے۔ اور جناب فاضل ممبر صاحب نے دوسرا subject بھی لیا ہے، اسکے لیے یہ ہے کہ یہ ٹھیک ہے کہ کچھ موڑ زیارت، زیارت سے پھر دوبارہ سنجاوی، سنجاوی سے لوار الائی تاکہ NA-70 سے یہ روڈ مل سکے۔ یقیناً اس کے دوسرے حصے کی بھی ہم حمایت کرتے ہیں۔ بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- شکریہ آیا قرارداد نمبر 10 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 10 منظور ہوئی۔ میں جناب قادر علی نائل صاحب کو بلوچستان اسمبلی کا رکن منتخب ہونے پر دل کی گھرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جی جمل کلمتی صاحب۔

میر حمل کلمتی:- جناب اسپیکر! میں سب سے پہلے ہزارہ ڈیموکریٹک پارٹی کے دوست قادر علی نائل صاحب کو دل کی گھرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اسی امید کے ساتھ کہ وہ اسمبلی میں ہمیشہ بلوچستان کے لئے آواز بلند کرتے رہیں گے۔ جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے، منشی صاحبان بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ چیف منشی صاحب تو کوئی میں ہوتے ہوئے بھی ایوان میں نہیں ہیں۔ جناب اسپیکر! پچھلے چار مہینوں سے دو ڈیپارٹمنٹس جن میں سے ایک میں نہ DG ہے۔ BCDA میں نہ ابھی تک DG پوسٹ ہوا ہے۔ نہ پسند فش ہارہر میں MD پچھلے چار مہینوں سے انکے ملازم میں نان شبینے کے لئے محتاج ہیں۔ اور بارہاں کے سیکرٹری صاحبان کو کہہ کر تھک چکے ہیں۔ یہ آج پہلی دفعہ نہیں ہر چھ مہینے بعد ہر تین میں ان دو ڈیپارٹمنٹس کو salaries وقت پر نہیں ملتے۔ ان کے ملازم میں بہت پریشان ہیں۔ ظاہری بات ہے BCDA اور پسند فش ہارہر، یہاں ٹریڑری کے جائیں۔ اور ان کے salaries دیئے جائیں تاکہ جو ملازم پریشان ہیں، ان کا ازالہ ہو۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- جی حکومتی اراکین اس سے متعلق کوئی بات کرنا چاہیں گے۔ چلیں۔ زیر آور، جناب ثناء اللہ بلوچ صاحب! آپ عوامی اہمیت کے حامل معاملہ کی بابت نوٹس پیش کریں۔

ثناء اللہ بلوچ:- بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اسپیکر! زیر آور میں جو معاملہ میں نے زیر بحث لانے کی کوشش کی ہے۔

کیا وزیر تعلیم از را کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

الف۔ کیا یہ درست ہے کہ بلوچستان میں ہزاروں اسکول اساتذہ عمارت سمیت نصابی کتب و بنیادی سہولیات سے محروم ہیں؟

ب۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت بلوچستان اس تعلیمی بحران سے نمٹنے کیلئے کیا اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

اس وقت بلوچستان میں جو وزیر تعلیم ہے۔ اگر میرے سوال کا جواب کوئی وزیر تعلیم دیتا تو پھر شاید بہت یا کوئی معنی خیز بحث ہو سکتی تھی۔ substantive

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ چونکہ وزیر تعلیم نہیں ہیں ایوان میں۔ سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر حکومتہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی، خوراک اور پاپلیشن ولیفیر) :- صبر کریں، قانون کے مطابق چلیں۔ بات یہ ہے۔ آپ تشریف رکھیں، میں اس کی وضاحت کر رہا ہوں۔ جناب اسپیکر! Government means, a Cabinet headed by Chief Minister آف دی اپوزیشن۔ وہ ساری اپوزیشن کی آواز ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کی definition میرے دوست پڑھ لیں کہ گورنمنٹ میں حصنا حصہ میں ہوں اتنا پلک ہیئتھ کا اتنا ایجوکیشن کا اتنا کیسا ترکا ہے۔ انہوں نے گورنمنٹ سے پوچھا ہے، ذاتی کسی سے سوال نہیں کیا ہے کہ اُس کو ذاتی کوئی جواب دے گا۔ Minister Education is part of Government اور وہ کیوں۔ جی اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- ویسے جو وزیر ہیں۔ وزیر یا سیکرٹری، اس کے متعلق جواب دے سکتا ہے۔ وزیر حکومتہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی، خوراک اور پاپلیشن ولیفیر:- جناب اسپیکر! سیکرٹری تو ادھرنیں آ سکتا ہے جناب ڈپٹی اسپیکر:- جواب بھجوں اسکتا ہے۔ وزیر حکومتہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپلیشن ولیفیر:- جواب بھجوایا ہے۔ متعلقہ وزیر نے مجھے کہا ہے کہ میرے جوابات آئے ہوئے ہیں۔ اس کو آپ نے further آگے بڑھانا ہے۔ جناب ڈپٹی اسپیکر:- چلیں آپ دے دیں۔ لیکن مختصر اجواب دیں گھما پھرا کرندے دیں۔ وزیر حکومتہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپلیشن ولیفیر:- جناب! آپ مجھے آگے چلنے دیں۔ میں نے ابھی اشارت نہیں لیا۔ آپ گھما پھرا پر آ گئے ہیں۔ کیا بات ہے؟ ابھی میں نے بات شروع کیا میں نے کیا کہا ہے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر:- چلیں آپ اشارث کریں۔ سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر حکومتہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپلیشن ولیفیر) :- آپ بھی ایسا نہ کریں اس فلور پر۔ میرے فاضل دوست نے جو توجہ دلاؤ نؤش دیا ہے اسکا الف اور ب جزو ہیں۔ کیا یہ درست ہے کہ بلوچستان میں ہزاروں اسکول اساتذہ، عمارت سمیت نصابی کتب و بنیادی سہولیات سے محروم ہیں؟ yes۔ میں کہتا ہوں۔ ہاں! بالکل کیونکہ پچھلے سال کی جو حکومت تھی جناب اسپیکر صاحب! day-one کو انہوں نے فرمایا کہ ایجوکیشن اور ہیلتھ کے علاوہ ہمیں کچھ نظر ہی نہیں آ رہا۔ آج شکر ہے اُس وقت ہم اپوزیشن میں تھے۔ ہمارے دوست اُس طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بھی محسوس کیا ہے کہ یہاں پر عمارتیں نہیں

ہیں، کتب کی فراہمی نہیں ہے۔ اب میں اپنی گورنمنٹ کا گزارش کروں گا ہمیں آئے ہوئے تین مہینے ہوئے ہیں۔ ہم اُنکے اُس نقش قدم پر نہیں چلتے ہیں کہ انہوں نے ایک خالی خولی یہاں پر باتیں کی۔ پانچ سال اقتدار کی جھولے پر بیٹھے رہے۔ اور پھر چلے گئے۔ ہم عملاً اس پر کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک بلڈنگ کا سوال ہے۔ اس جواب میں موجود ہے۔ شاید میرے فاضل دوست کے پاس جواب پہنچا ہوا ہے۔ PSDP نمبر وغیرہ موجود ہے۔ اس پر ہنگامی بنیادوں پر ایمیر حنفی کے طور پر ہم نے کام اسٹارٹ کر لیا ہے۔ ہم اس حد تک چلے گئے۔ میرے فاضل جو اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں، ماضی میں۔۔۔

(اذان مغرب۔ خاموشی)

جناب اسپیکر! یہ ہماری لسٹیں ہیں، اس کی چار components ہیں۔ اس میں اسکی جو basic facilities ہوتی ہیں اسکو لوں میں موجودہ اسکو لوں میں۔ تیسرا نمبر middle to high ہے۔ اور چوتھے نمبر پر ہم نے ایک نئی چیز introduce کی ہے۔ مدل اسکوں اور ماڈل ہائی سکول۔ میں دوستوں کو۔ ملک صاحب! میں آپ کو پھر ایک commitment دینے جا رہا ہوں۔ ان چار سیکٹرز میں شاید اب تک ہماری ٹریڑری پیپر کی آواز پہنچی ہو۔ یا نہیں پہنچی۔ میں پہنچا رہا ہوں۔ چونکہ آپ منتخب نمائندے ہیں وہاں سے۔ ہم آپ سے گزارش کر رہے ہیں within-days ان چیزوں کو final کر رہے ہیں۔ میں فور آف دی ہاؤس پر آپ سے گزارش کر رہا ہوں چونکہ آپ عوام کے منتخب نمائندے ہیں۔ میں shelter-less، یہ جو basic facilities ہیں یہ مدل سکول، ماڈل سکول آپ اپنی تجاویز دیں ہمیں۔ آپ identify کریں۔ ہم immediately اس پر concerned جو متعلقہ محکمہ ہوں گے، ان سے رپورٹ لے کر اور انشاء اللہ ہمارے لئے آپ کی تجاویز معتبر ہوں گی۔ تو ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں within-days آپ یہ چیز on-ground نظر آئیں۔ لیکن آپ لوگوں کی تجاویز میں، مطلب دریئہ کریں۔ وقت پر پہنچادیں۔ میں commitment دے رہا ہوں آپ کو، دوستوں کو۔ یونکہ آپ لوگ بھی اس ایوان کا حصہ ہیں۔ ہم بھی ایوان کا حصہ ہیں۔ اب آگئی دوسرے نمبر پر جناب کتب کی بات۔ ایک کروڑ بتیں لاکھ کتب process میں ہیں۔ اتنے زیادہ books ہیں۔ مطلب تعداد اتنی ہے کہ within days نہیں ہو سکتی۔ کچھ اضلاع کو ہم نے بھجوادیے ہیں۔ پرسوں ہماری کیبینٹ کی میٹنگ ہوئی۔ مطلب ہم آپ کیسا تھی ہیں۔ جتنے آپ متاثر ہیں، اتنے ہم ہیں۔ فرق ہمارا یہ ہے کہ ہم اس طرف ہیں اور آپ اس طرف ہیں۔ جو ہوا ماضی میں آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہم بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ MMA کے ساتھی میرے ساتھی تھے۔ ہم کتنے متاثر

ہوئے۔ یا اس وقت حمل اور سردار اختر جان تھے۔ آج ماشاء اللہ شکر الحمد اللہ آپ لوگوں کی کافی تعداد پڑھی ہے۔ اس اساتذہ کا ہنگامی بنیاد پر، پرسوں ہم نے کیبینٹ میں فیصلہ کیا ہے۔ اُس کی تھوڑی میں بتاؤں، ایسا ہے یہ تو process ہے۔ گرید - 6 اور اُس سے اُپر پلیک سروس کمیشن کے ذریعے SST وغیرہ آئیں گے۔ گرید - 1 سے گرید - 15 تک ہم نے کیبینٹ میں منظور کیا ہے۔ جیسے ہم نے ڈاکٹر ز بھرتی کئے ہیں۔ کنٹریکٹ پر بھرتی کریں گے۔ need basis پر۔ مثال کے طور پر شاء بلوچ کا گاؤں ہے، ادھراً سکول کی ضرورت ہے۔ پہلے نہیں ہے۔ وہاں پر ایک میٹرک پاس یا الیف اے پاس جو requirement ہوتی ہے وہاں پر لڑ کایا جائے گا۔ ہم ڈپٹی کمشنر کو اور وہاں کی متعلقہ ڈی ای او کی کمیٹی بنادی ہے ہم نے۔ وہ جا کے اس کو کنٹریکٹ بنیاد پر بھرتی کر لے گا۔ پھر ہماری جو ریگولر بھرتیاں ہیں، وہ تقریباً سات سے نو ہزار کے قریب ہیں۔ اُس کا بھی ہم نے process شروع کر دیا ہے۔ وہ ہم نے decentralize کر کے ڈسٹرکٹ کو دے دیا ہے انشاء اللہ چند دنوں میں اخبارات میں آنا شروع ہو جائیگا۔ ہم نے age-relax کر دیا ہے، 43 تک لے گیا۔ حالانکہ اس میں مسئلہ مسائل تھے۔ اس میں مسئلہ یہ تھا کہ ریٹائرمنٹ کی جو عمر ہوتی ہے یا service length ہوتی ہے لیکن میں نے ذاتی طور پر بذات خود کل جام صاحب سے گزارش کی کہ آپ اُس پر مت جائیں ہم دیکھیں گے۔ وہ بات یہ ہے ایک آدمی آج بھرتی ہوتا ہے، تیس سال کے بعد کون زندہ ہو گا؟۔ کون کیا ہو گا؟۔ ایک روز گاربھی دیں اور ہمارا مسئلہ ایجوکیشن اور ہیلتھ کا ہے۔ تو وہ ہو جائیگا۔ تو اُس نے مہربانی کی، اسی تائم آرڈر زدے دیا 43 سال کا۔ وہ اساتذہ آپ کے انشاء اللہ میں نے جیسے پہلے کہا تھا کہ مارچ تک huge-quantity میں ہم اساتذہ ٹیسٹنگ سروس کے ذریعے ہم بھرتی کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہم کے لوگ suffer نہ کریں۔ میں نے اپنے علاقے کا حوالہ دیا کہ میری اور مری کی بارڈر ہے وہاں پر، مری میں کوئی جانا نہیں چاہتا ہے اُس ایریا میں وہاں کا آدمی ادھر آنا نہیں چاہتا ہے، تو اب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس گاؤں میں اگر ہمیں available ہے تو فوری طور پر ہم اچھے اسکو دیکھ کے اسکو وہاں پر ایک سکول شروع کریں گے اس کے بعد جو یہ ٹیسٹنگ سروس ہے باقی چیزوں سے ان کو priority دی جائیگی جو وہاں پر پڑھا رہے ہیں۔ ہم گزر کے اس کو ریگولر کریں گے۔ لیکن ہم کنٹریکٹ پر اس لئے زور دے رہے ہیں کہ اس کو پہنچتا ہے کہ اگر میں نے اپنی سرویسز صحیح deliver نہیں کی تو مجھے نکال دیا جائیگا۔ اور اس کو ڈبل کر کے ہم تنخواہ دے رہے ہیں۔ چاہے وہ میڈیکل ہے یا ایجوکیشن ہے۔ دوسرا بات اسکو یہ جو ریگولر ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جی میرا تو یونین میں بھی آگیا، کچھ میرا نہیں بگاڑ سکتا ہے۔ تو وہ سکولوں کو

جاتے نہیں ہیں۔ بازگیر بھرتی کیا۔ تو اسامنہ کا مسئلہ بھی انشاء اللہ مارچ تک ہم آپ کو پر اگر دینگے۔ اب آگئی کتاب--- (مداخلت)۔ آپ لوگوں سے گزارش ہے کہ منسٹر ایجوکیشن کے ساتھ آپ رابطہ کریں۔ اس کے ساتھ working-day میں، available Monday میں وہ ہو گا وہ اپنے علاقے میں گیا ہوا ہے۔ اس کا آفس کھلا ہوا ہے۔ آپ لوگوں کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔ اپنی تجاویز جتنی بھی لسٹیں ہیں دے دیں۔ ہم اسکو اس سال میں اگلے سال میں انشاء اللہ کرتے جائیں گے۔ تو تجاویز آپ کی ہوں گی۔ اسکو ہم honour کر رہے ہیں ہم آپ کو فلور آف دی ہاؤس پر بتا رہے ہیں کہ ہم آپ کی تجاویز کو دیں گے۔ اب کتب کی بات ہے تو کتب ایک کروڑ تیس لاکھ کتابیں ہم چھپوار ہے ہیں۔ اس میں تھوڑا سا ثامم لگتا ہے۔ لیکن چند اضلاع میں ہم نے بھیج دیئے انشاء اللہ اور آگے بھی ہم بھجوار ہے ہیں۔ یہ ایک ہے کہ گودار، پنجگور، سبیلہ، مستونگ، پشین، قلعہ عبداللہ اور قلعہ سیف اللہ ان 09 اضلاع میں ہماری ترسیل شروع ہو گئی ہے۔ میں آپ کو ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں جو مجھے اس نے منسٹر ایجوکیشن نے ایک date دیا ہے کہ انشاء اللہ 15 فروری تک ہر ڈسٹرکٹ میں کتب انشاء اللہ available ہو نگ، کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔

Thank you very much.

جناب ڈپٹی اسپیکر:- آگے کارروائی کم رہتی ہے، اگر نماز سے پہلے نماذی جائے۔ اگر لمبا کرنا ہے پھر میرے خیال سے نماز کیلئے وقفہ لے لیتے ہیں؟

اشاء اللہ بلوچ:- نماذی دیں گے۔ میں تو کوئی چار، پانچ منٹ لوں گا۔ اس میں جناب اسپیکر! اس zero-hour پر اس اہم موضوع کو لانے کا مقصد یہی تھا کہ ہمیں حکومت کی طرف سے کوئی بہت ہی substantive وہ جس کو کہتے ہیں معنی خیز سا جواب آیا گا۔ اور اس سے پہلے جب بھی کوئی بیماری کسی معاشرے میں کسی بھی نوعیت کی ہو۔ اور میں نے یہاں پر لفظ استعمال بھی کیا تھا کہ آپ بتائیں کہ یہ ایک بہت بڑا بھرمان ہے۔ جب تعلیمی بھرمان کا میں نے ذکر کیا تھا تو میرے ذہن میں تھا کہ حکومت کے اتنے زیادہ ادارے ہیں ماشاء اللہ اتنے زیادہ پڑھے لکھے اُن کے ساتھ وزراء ہیں وہ سب مل بیٹھ کے دیکھیں کہ یہ ہمارے معاشرے کا سب سے بھرمان ہمارے جو تقریباً لاکھوں بچوں کی زندگی جو تعلیم سے وابسطہ ہیں، اس پر کم از کم اُن کو پڑھ تو ہونا چاہیے کہ جب تک آپ نے کسی بیماری کی تشخیص نہیں کی، اُس کا علاج نہیں کر سکتے اور اس صوبے میں سب سے بڑا مسئلہ اس اسمبلی میں اس فرم میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں خود بیماری کا اندازہ نہیں ہے کہ وہ بیماری کتنی بڑی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گزشتہ 2010ء اور 2017ء تک بلوچستان میں تعلیم کی بجٹ 19

ارب روپے سے 55 ارب روپے تک جا پہنچی ہے۔ یعنی تین گناہ تعلیم کے بجٹ میں اضافہ ہوا ہے۔ لیکن ضروری نہیں ہے کہ اگر کہیں پیسے کا اضافہ ہو تو وہاں پیسے جو ہیں وہ معنی خیز تباہ بھی دے پائیں۔ بلوچستان میں 11-2010ء میں 19 ارب سے 55 ارب روپے میں بجٹ جانے کے باوجود آپ یقین نہیں کریں گے کہ ہمارے صوبے کیلئے یہ باعث شرم ہے کہ بلوچستان میں شرح تعلیم مزید چار فیصد نیچگئی ہے۔ کوئی ہے جو اس کا حساب لے کہ 19 ارب روپے میں تو تعلیم کی شرح اچھی تھی لیکن یہ 55 ارب دینے کے بعد ہم نے کہا تھا کہ یہ جہاز-of take-of کریگا۔ یہ تو ہم اپنے بچوں کو زیادہ تعلیم دینے ہم اپنے علاقوں میں جو ہے اچھے اسکول قائم کریں گے لیکن اس کے باوجود شرح تعلیم نیچگئی ہے۔ یہ تو ہونا چاہیے تھا کہ پہلے دن اس اسمبلی میں حکومت کی جانب سے قرارداد، حکومت کی جانب سے تحریک التواء، حکومت کی جانب سے جو ہے قرارداد آ جانا چاہیے تھی، بحث کیلئے۔ اور ہم سب کو request کرتے ہیں کہ جی آپ ذرامل کے بتائیں کہ بلوچستان کو کم دوسراے صوبوں کے برابر لانے تھے بلوچستان کو دوسرے قوموں کو برابر لانے میں ہم کیا ہمارے مسائل ہیں ہم کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟۔ میں آپ کو مختصر بتاؤں جناب والا! بیکھیں اس وقت۔۔۔ (مدخلت)۔ آپ نماز پڑھ کے آ جائیں سردار صاحب!۔ اگر نماز کا وقفہ دیں میں نماز کے بعد بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- چلیں دس منٹ کیلئے نماز کا وقفہ لیتے ہیں۔

(نماز کا وقفہ۔ اجلاس دوبارہ 06 بجکر 35 منٹ پر جناب ڈپٹی اسپیکر کے زیر صدارت شروع ہوا)۔

سردار بابر خان موئی خیل (جناب ڈپٹی اسپیکر):- جی شاء اللہ بلوچ صاحب۔

شاء اللہ بلوچ:- شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! جس طرح میں نے نگز ارش کی کہ جو zero-hour میں جو بحث ہم چاہتے تھے کہ بات چیت ہو، اُس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہم گذشتہ مہینے سے یہ محسوس کر رہے ہیں کہ چار سے پانچ اہم معاملات ہیں اسیں تحفظ سالی ہو، این ایف سی ایوارڈ ہو، سی پیک ہو، ہمارے معدنی و مسائل پر قوت حاکمیت، سیندک اور دوسرے معاملات پر initiatives ہم نے ہی لیا۔ اپوزیشن نے لیا۔ ہم یہ اسی انتظار میں تھے کہ شاید ایجوکیشن سے حوالے initiative سرکار حکومت لے لے گی۔ اور میں یہ موردا اڑام نہیں ٹھہرانا چاہتا اس حکومت کو کہ موجودہ حکومت ذمہ دار ہے بلوچستان میں تباہی کا۔ میں نے تو یہی کہا کہ ایک تعلیمی بجران اس صوبے میں موجود ہے۔ یہ ستر سالوں سے accumulate ہوتا گیا ہے یعنی جمع ہوتا گیا ہے۔ اور اس نے بہت ہی خوفناک شکل اختیار کر لی ہے۔ بلوچستان وہ صوبہ ہے جہاں 2.5 ملین یعنی بیچس لاکھ بچے اسکول سے محروم ہیں یا اسکول نہیں جاسکتے۔ گوہ حکومتی اعداد و شمار کے مطابق اسکو 1.8 ملین یا 1.9 ملین یعنی انہیں لاکھ بچے

قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقتاً بلوچستان کے دُور افتدہ علاقوں میں جب آپ اسکول سے باہر بچوں کی تعداد اگر نکالنا چاہیں تو وہ بچیں لاکھ بچے ہیں۔ جناب اپنے! اسکے علاوہ دیکھیں تعلیم کی اہمیت، بلوچستان کیوں ترقی نہیں کر پا رہا۔ بلوچستان کا جو جی ڈی پی ہے، بلوچستان میں جو ترقی کی شرح نمودیا، اس کا جو ترقی کی جو ہماری رفتار ہے وہ کیوں کم ہے؟۔ بلوچستان میں سماجی مسائل کیوں ہیں؟۔ بلوچستان میں تشدد کا غصہ کیوں پایا جاتا ہے؟۔ بلوچستان میں آپ کو ایک ہر طرف سے ایک مایوسی اور محرومی کیوں نظر آتی ہے؟۔ اس لئے کہ تعلیم جناب والا! وہ نیچ ہے، وہ بنیاد ہے اگر بلوچستان میں تعلیم پر توجہ دی جاتی شروع سے ہی تعلیم پر توجہ دی جاتی تو آج بلوچستان اس نیچ پر نہیں ہوتا۔ پوری دنیا میں انسان کو سب سے بڑا وسیلہ سمجھا جاتا ہے۔ اور انسان جب وسیلہ ہے تو اسی لیے خداوند تبارک و تعالیٰ اللہ نے قرآن پاک میں سب سے پہلا لفظ جو ہے وہ اقراء کہا۔ اقراء اسم رَبُّكَ۔ یہ اسی لیے آپ کو قرآن شریف میں سب سے پہلے نظر آیا گا کہ خداوند تبارک و تعالیٰ، اللہ نے بھی انسان کے لئے تعلیم کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ انسان اور جانور میں فرق انسان اور حیوان میں فرق یا تمیز اس وقت ہوتی ہے جب اس میں علم، اس تعلیم کا غصہ پایا جاتا ہے۔ ویسے تو ہم سارے چین پرند میں شمار ہوتے ہیں۔ لیکن اشرف الخلوقات ہم اس وقت کھلانے جائیں گے۔ جب ہم تمیز کریں کہ ہم نے تعلیم آتی ہے۔ تعلیم کے ساتھ تربیت آتی ہے۔ میں جناب اپنے! کیوں یہ چاہ رہا تھا کہ یہاں معاملہ جو ہے، زیر بحث آئے۔ اس وقت بلوچستان میں کوئی تیرہ ہزار آٹھ سو پینتالیس کے قریب ہیں۔ تیرہ ہزار آٹھ سو پینتالیس اسکولوں میں سے ہمارے ہاں جو پرانی اسکول ہیں۔ وہ گیارہ ہزار چھ سو ستمائیں ہیں۔ سردار صاحب! پرانی اسکول میں گیارہ ہزار چھ سو ستمائیں ہیں اور بلوچستان گیارہ ہزار چھ سو ستمائیں یعنی اگر آپ بلوچستان کے رقبے کے اعتبار سے even انہیں پرانی اسکولوں کو تقسیم کریں۔ یعنی تین سو پانچ مرلیع کلومیٹر پر ایک پرانی اسکول ہے۔ تین سو پانچ مرلیع کلومیٹر پر ایک پرانی اسکول ہیں۔ اب بلوچستان میں تعلیم کا بحران شروع یہیں سے ہوتا ہے۔ پھر اسکے بعد تعلیم جب آپ پرانی اسکول میں جاتے ہیں۔ تو آپ کو ڈل اسکول کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہائی اسکول ضرورت ہوتی ہے، کالجز کی ضرورت ہوتی ہے، لیکن یہ کل کالجز کی ضرورت ہوتی ہے اور یونیورسٹی کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن آپ کے پاس گیارہ ہزار چھ سو ستمائیں پرانی اسکول ہیں۔ لیکن جب آپ ڈل تک پہنچ جاتے ہیں تو بلوچستان میں ڈل اسکول کی تعداد ایک ہزار دو سو 71 رہ جاتی ہیں۔ ایک ہزار دو سو 71 آپ کے پاس جو ہیں وہ اسکول رہ جاتے ہیں۔ تو اسکا مطلب یہ ہے کہ ہر دو سو 73 اسکول اسکول کلومیٹر پر آپ کے پاس ایک ڈل اسکول ہے تمیں اسکو اسکول کلومیٹر پر مرلیع کلومیٹر پر ایک پرانی اسکول اور دو سو 73 مرلیع کلومیٹر پر آپ کے پاس ایک ڈل اسکول ہے۔ اسی طرح

پورے بلوچستان میں جناب والا آپ کو علم ہونا چاہیے کہ پورے بلوچستان میں صرف 947 ہائی اسکول ہیں۔ یہ drop-out جس کو کہتے ہیں اسکول سے باہر نچے کیوں جاتے ہیں؟۔ اُس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جب آپ کے پاس 947 اسکول ہوں یعنی 366 مریع کلومیٹر پر ایک ہائی اسکول ہے۔ تو آپ بتائیں کہ جب پرانگری سے بچہ نکلتا ہے تین سو، ساڑھے تین سو اسکواؤنٹ کلومیٹر پر ہمارے ہاں ایک ڈل اسکول ہوا اور ایک ہائی اسکول ہو تو بچہ تعلیم کیسے حاصل کر پائے گا؟۔ وہ جاہی نہیں سلتا۔ میں نے پچھلی اسمبلی میں تعلیم کے حوالے سے میرا ایک سوال آیا تھا جس پر ہم نے مختصر بات کی تھی، جناب اسپیکر ابھی اس سے بھی اندازہ ہو جاتا ہے کہ تعلیم ہمارے لیے کتنے اہمیت کا حامل ہے ہماری اپنی گفتگو ہے مجلس سے یہ اندازہ ہو رہا ہے۔ sir بات سنیں۔ یہ صوبے کا بحران ہے مسئلہ ہے یہ ایک رپورٹ ہے پچھلی دفعہ جب میں نے اس ذکر کیا تھا تو ہمارے کچھ دستوں نے کہا کہ جی یہ اعداد و شمار جو ہیں وہ غلط ہیں یہ کسی چوک پر پیش کئے گئے اعداد و شمار ہے۔ Pakistan Education Statistics 2016-17، پاکستان کا جو تعلیمی اعداد و شمار ہے، وہ سارا دیا گیا ہے اس کے مطابق جناب والا! بلوچستان میں shelterless یعنی عمارت سے محروم، زمین پر بیٹھنے والے جو بچے ہیں، جوز میں پر بیٹھ کے، اسکوں ہیں، وہ ایک ہزار آٹھ سو پینتیس ہیں بلوچستان میں کچھ بلڈنگ اب اندازہ لگائیں۔ ہمارے بلوچستان میں تعلیم کی صورتحال کا بلوچستان میں کچھ بلڈنگ اسکول یعنی کچھ بلڈنگ سمجھو ہیں نہیں، کچھ جھوپڑی ہے کوئی جگلی ہے کوئی ٹوٹی پھوٹی عمارت ہے کچھ کسی نے دے دیا ہے۔ ایک ہزار آٹھ سو اسکوں آپ کے ساتھ کچھ ہیں۔ dangerous-buildings اسی اعداد و شمار میں ہیں۔ یعنی ایسے عمارت ہیں جو موتو کا کنوں ثابت ہو سکتے ہیں، کسی وقت کسی بچے پر گر سکتے ہیں 1960ء بنی ہوئی، عمارت 1950ء کی بنی ہوئی عمارت buildings جو dangerous ہیں، کمزور خستہ حال عمارت میں تعلیم حاصل کرنے والے اسکوں جو ہیں، وہ دو ہزار پانچ سو تیرہ ہمارے پاس اس طرح کے اسکوں ہیں یعنی کل ملا کے میں نے جس طرح آپ کو بتایا کہ بلوچستان میں تیرہ ہزار آٹھ سو پینتالیس اسکوں میں سے چھ ہزار دو سو اٹھائیں اسکوں shelterless ہیں۔ technically، حقیقتاً بلوچستان میں چھ ہزار دو سو اٹھائیں اسکوں عمارت سے محروم ہیں۔ اسی طرح کی صورتحال آپ کے ساتھ اس اندیزہ کی ہیں کیونکہ آپ جب تک بلوچستان کے اندر عمارت کی سہولیات اب shelter میں کیا آتا ہے جناب والا! عمارت نہیں آتی ایک کمرے کے اسکوں بھی ایسے ہیں جو اس میں نے شانہ نہیں کئے ہیں۔ ویسے اگر دیکھا جائے یا 80% فیصد نو سے دس ہزار اسکوں جو ہیں بلوچستان کا فی ایسے ہے جو ایک کمرے پر مشتمل ہیں۔ ان کی تعداد سب کو ملائکہ نو ہزار کے قریب بنتی ہے۔ ایک کمرہ کچھ کمرے بغیر

کمرے کے بلوچستان میں اسکولوں کی تعداد یہ نوساڑھے نوہزار کے قریب بنتی ہیں۔ اور بلوچستان میں سب سے تکلیف دہ جو یہ ہے یہ تو ہوئی تعلیم کی صورتحال۔ بلوچستان میں کوئی بھی ڈیش بورڈ زندگی ہیں۔ ہمارے کبھی UAN میں ہوتے تھے ایک ٹرم استعمال کیا جاتا ہے ڈیش بورڈ۔ یہ ہمارے گاڑیوں کے میٹر بھی ایک سپیڈ تادیتے ہیں آپ کو تادیتے ہیں کہ آپ اس وقت کس رفتار سے ہیں آپ کی گاڑی صورتحال کیا ہے۔ بلوچستان وہ بد قسمت صوبہ ہے استونیا ابھی 1990ء میں آزاد ہوا۔ جب وہ آزاد ہوا سوویت یونین سے اس وقت ان کے پاس صرف ایک ٹانپ رائٹر ہوا کرتا تھا۔ کیونکہ جب سوویت یونین ٹوٹا تو کافی ممالک۔ آج استونیا دنیا کے اندر ای گورننس میں، آئی ٹی میں سب سے آگے ہے۔ ہمارا جتنا ملک ہے ہم سے کم آبادی ہے اس کی ہمارے دو ڈسٹرکٹس اضلاع کے برابر کا ہے۔ لیکن دنیا میں ٹیکنالوجی، یہ commitment چاہے کسی قوم کے لیے اگر آپ کے پاس کوئی ایسا میکنزم ہی نہیں کہ آپ کو پہنچنے ہے کہ ایک ٹیچر ٹیار ہو رہا ہے۔ اور اس کے ریٹائرڈ منٹ سے پہلے ایک سال پہلے plan کرتے ہیں۔ دوسرا بندہ induct کے لیے یہاں ایک ٹیچر ریٹائرڈ منٹ لیتا ہے ایک ریٹائرڈ ہوتا ہے ایک ٹیچر نہیں ہے پانچ، پانچ سالوں سے اسامیاں خالی ہیں۔ یہ ابھی سارے دوست میرے خیال اپنے ڈسٹرکٹ کا ڈیٹا شاید ان کو پتہ ہو گا وہ آپ کے سامنے پیش کریں گے آپ کے ڈسٹرکٹ سمیت۔ میرے پاس یہ ڈسٹرکٹ، میں روپرٹ اس لیے لایا تھا کہ پہلی دفعہ یہ حکمہ تعلیم کے ہمارے منظر صاحبان نے وہ موردا الزام میں ان کو نہیں ٹھیکانا چاہتا میں چار ہاتھا کہ ان کو حقائق معلوم ہو یہ ہے ڈسٹرکٹ انڈکس اور رینکنگ۔ اتنی تکلیف دہ بات ہے کہ بلوچستان کی ڈسٹرکٹ رینکنگ میں اگر آپ جائیں بلوچستان سب سے بد صورت پیش کرتا ہے کسی بھی ڈسٹرکٹ کا نام لیں، کسی بھی ڈسٹرکٹ میں تیس یا چھپس فیصد سے زیادہ اسکول جو ہیں وہ فنکشنل نہیں ہیں یا ان کی عمارت نہیں ہیں یا ان کے ہاں بجلی نہیں ہے یا وہاں پران کے لیے ٹالکش نہیں ہیں۔ وہاں پر جو پینے کے پانی کا نظام نہیں ہے۔ ان کی چہار دیواری نہیں ہے۔ ان کا گراونڈ نہیں ہیں۔ تعلیم گا ہیں جو ہوتی ہیں وہ تربیت گا ہیں بھی ہوتی ہیں جس اسکول میں آپ بچے کو سمجھتے ہیں وہاں ٹانکٹ نہ ہوں، آپ اُس کو تربیت کیا دے رہے ہیں؟۔ جس میں آپ وہ پینے کا پانی کا موثر نظام نہ ہوں۔ آپ جانوروں کی طرح اس کو treat کر رہے ہیں۔ میں اپنے علاقے میں گیا میرے آنکھوں میں ایمانداری سے آنسو تک آئیے کہ ایک اسکول وہاں کے ہیڈ ماسٹر کو موردا الزام نہیں ٹھہرانا چاہتا۔ بھئی یہ نظام کو اور میں سمجھتا ہوں کہ جب کوئی بھی حکومت آتی ہے وہ تعلیم کے حوالے سے ایک نظام دیتا ہے اگر کسی کی بھی حکومت آئے، آپ جب ریاست جو ہے وہ جو ہے ایک principles بناتا ہے۔ بنیادی اصول مرتب کرتا ہے۔ آئین بنیادی اصول مرتب کرتا ہے۔

آئین کا آرٹیکل 25 یہ ہے یہ ایک بنیادی اصول انہوں نے آپ کو بتا دیا اور میں صرف پڑھنا چاہوں گا تاکہ ہمارے دوست کبھی کبھی یاد رکھیں۔ ”ریاست پانچ سے سولہ سال تک کی عمر کی تمام بچوں کے لئے مذکورہ طریقہ کار پرجیسا کہ قانون کے ذریعے مقرر کیا جائے۔ مفت اور لازمی“۔ میں لفظ لازمی دوبارہ دو ہر انہا چاہتا ہوں ”لازمی تعلیم فراہم کریں“۔ یہ ہے ریاست نے آپ کو آئین کے حوالے سے بنیادی اصول مرتب کئے ہیں جب کوئی حکومت آتی ہے وہ جناب والا! یہ تمام مرض کی بنیادوں کو سمجھتے ہوئے پھر ایک نظام مرتب کرتا ہے۔ بلوچستان میں تعلیم کا بوسیدہ نظام ہے اس کو درست کرنے کی ضرورت ہے پی ایس ڈی پی میں پانچ، چھ اسکمیں یہاں پر مجھے بھجنے سے دکھانے سے تعلیم بحال نہیں ہوگی اس کے علاوہ جو سب ایک تکلیف دہ اور بات ہے وہ یہ ہے کہ بلوچستان کے اندر۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- تھوڑا مختصر کر دیں شاء بلوج صاحب۔

شاء اللہ بلوج:- میں آرہا ہوں sir۔ even جو پیسے بلوچستان میں تعلیم کے لیے مختص ہوتے ہیں، یہ رپورٹ ہے، یہ رپورٹ میں پڑھ رہا ہوں۔ یہ ہے بلوچستان سے متعلق۔ میں خود ان کے سارے پروگرامز، سمینارز میں تھا۔ جناب والا! یہ کہتا ہے کہ The year 2013-14 and 2016-17 worth Pak.Rupees Eleven Billion, 30% could not be utilized. یہ بلوچستان کے بجٹ کے حوالے سے تعلیم کی ہے۔ یعنی تیس فیصد جو بجٹ تھا تعلیم کے حوالے سے وہ استعمال نہیں ہوا وہ لپس ہوا۔ اسکے بعد۔ The budget was the largest in 2013-14 when about half of the

یعنی 2013ء اور 2014ء کے بعد سے ابھی تک دیکھا جائے یعنی پچاس فیصد even تعلیم کے لیے مختص بجٹ ہے وہ بھی استعمال نہیں ہوتا کیونکہ آپ کے ٹیچرز کے پوسٹ خالی ہیں، آپ اسکو لوں کے جو آپ نے even پی ایس ڈی پی میں اگر پروگرام کو reflect بھی کیا ہے۔ اس پر بروقت اقدام نہیں ہے، آپ کے پاس پی ایس ڈی پی ڈوپلمنٹ کو باقی معاملات کو درست کرنے کے لئے کوئی mechanism کا governance ہے؟۔ جب یہ ساری چیزیں ناپید ہو جاتی ہیں تو ملک کو اسی طرف تباہی کے دھانے پر پہنچ جاتا ہے۔ ایک تکلیف دہ بات جو میں یہاں ضرور کرنا چاہوں گا۔ وہ ہے gender-disparity کے حوالے سے ہماری بچیاں، ہم اتنے ظالم قوم ہیں کہ ہم مرد اور عورت میں بڑی تفریق کرتے ہیں۔ بلوچستان میں اس وقت gender-disparity کے حوالے سے جناب والا! enrollment اگر دیکھا جائے ہماری پر امری کی سطح پر چار لاکھ اٹھائیس ہزار پانچ سو 59 لڑکے ہیں، ان کی

ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں تین لاکھ بائیس ہزار لڑکیوں کی enrollment ہوتی ہے، ابھی ذرا دیکھنا یہ گراف۔ پھر اسکے بعد مذہل یوں میں لڑکے ایک لاکھ 23 ہزار رہ جاتے ہیں۔ یہ باقی نپچے جو ہیں یعنی یہ چار لاکھ سے مذہل میں آکے 123000 لڑکے رہ جاتے ہیں۔ اور صرف 79000 لڑکیاں رہ جاتی ہیں۔ پھر ہائی کے یوں پر آتے ہیں تو صرف ساٹھ ہزار لڑکے بلوچستان میں یعنی پانچ لاکھ پچے پر امری میں ماں، باپ نے انکو داخل کر دیا۔ جب وہ مبڑک تک پہنچ جاتے ہیں تو صرف ساٹھ ہزار نپچے رہ جاتے ہیں۔ باقی سب تعلیم حاصل کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح لڑکیاں صرف بیس ہزار رہ جاتی ہیں۔ اور لڑکے چالیس ہزار رہ جاتے ہیں۔ یہ gender-disparity۔ اس کی وجہ کیا ہے؟۔ بلوچستان میں لڑکوں کے اسکول کی بہ نسبت یعنی دو گناہ لڑکوں کے اسکول زیادہ ہیں لڑکیوں کے اسکول سے۔ توجہ تک آپ کے معاشرے میں gender-disparity ہو گا۔ آپ بچیوں کو نہیں پڑھائیں گے۔ یہ بچیاں کل یہ اپنی اولادوں کو نہیں پڑھائیں گے۔ تو بلوچستان یہ gender-disparity جو ہے یہ کسی صورت سے ختم کرنا ہے۔ میرے پاس کافی تجاویز ہیں۔ آج میری خواہش تھی شاید میں نے کہا میرے دوست جو ہیں۔۔ (مداخلت)۔ میں آرہا ہوں عبدالحق صاحب! میں ختم کر رہا ہوں۔

عبدالحق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکملہ کھیل و ثقافت)۔ جناب اپنیکر! کچھ لوگ کچھ ساتھی جو ہیں مطلب Districts Chairmen وغیرہ، مشیر کوئٹہ جو ہیں وہ وہاں پر باہر میرے خیال میں کسی حوالے سے احتجاج پر ہیں۔ آپ kindly حکومتی اور opposition benches سے وہاں بھیج دیں کیونکہ سردی بھی

ہے۔

شاء اللہ بلوچ:- عبدالحق صاحب! یہ بار بار بتا دیا گیا ہے۔

عبدالحق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکملہ کھیل و ثقافت)۔ مطلب اگر چار، پانچ آدمی جا کر ان سے بات کریں۔ شاء بھائی! آپ جو بات کر رہے ہیں ہم آپ کو سنیں گے اور آپ کا جواب بھی ہم دیں گے۔ میر حمل کلمتی (وزیر مکملہ اعلیٰ تعلیم و مکملہ اطلاعات)۔ وہ تو پہلے نشاندہی کر چکا ہے سردار صاحب نے کہا کہ ضرورت نہیں ہے۔

عبدالحق ہزارہ (مشیر برائے وزیر اعلیٰ مکملہ کھیل و ثقافت)۔ وہ لوگ وہاں سردی میں کھڑے ہیں اگر آپ لوگ چاہتے ہو اگر نہیں چاہتے ہو تو پھر آپ کی مرضی ہے۔

شاء اللہ بلوچ:- ٹھیک ہے، میرے خیال میں تھوڑی سی آداب مجلس بھی یہی ہیں کہ بات کے دوران اگر میں دو منٹ میں ختم کر لوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- Order in the House.

عبدالغفار ہزارہ (مشیر رائے وزیر اعلیٰ حکمہ کھیل و ثقافت):- وہ بیچارے سردی میں باہر کھڑے ہیں اور بہت دیر سے کھڑے ہیں۔

شاء اللہ بلوچ:- کوئی بیچارے نہیں ہیں، چیزیں میں صاحبان ہیں کوٹ اون پہن کے آئے ہوں گے۔ یہ بچے جو آٹھ، دس ہزار school جو آپ کے بند ہیں، یہ زیادہ important ہیں، ان کو بھی سن لیں گے اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- Order in the House جی چار جو ہیں ہمارے یہاں سے ارکان چلے جائیں ان سے بات کریں یہ یقیناً سردی میں کھڑے ہیں دو government benches سے چلے جائیں اور دو opposition سے۔

شاء اللہ بلوچ:- sir ان کی شکایت government سے ہیں میرے خیال میں والے جا کر سن لیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- government Order in the House دو بندے government سے چلے جائیں، صرف اگر انکا government سے ہیں۔ عبدالغفار صاحب! آپ چلے جائیں۔ جی نور محمد دمڑ صاحب! آپ چلے جائیں۔ میدم بشری! آپ بھی انکے ساتھ چلی جائیں۔ opposition سے بھی اگر ایک بندہ جانا چاہتا ہے، چلا جائے۔

شاء اللہ بلوچ:- تو جناب اسپیکر! میرے خیال میں حالانکہ ہمارے معزز رکن نے یہاں سے opposition میں اسکی دو تین دفعہ نشاندہی کی۔ اگر ان کو جانا تھا اسی وقت چلے جاتے لیکن مجھے لگتا یہ ہے کہ اہم جو بحث ہے، اُس سے توجہ ہٹانے کی کوشش کی گئی حکومتی اراکین نے۔ اتنے important discussion اور بحث کے دوران میں۔ اب میں آپ کو ایک تکلیف دہ صورتحال بتاتا ہوں۔ دیکھیں! جب ہم بلوچستان کی تعلیم کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔ میں infrastructure، بجلی کی فراہمی، پانی کی فراہمی، سارا data ہے، وقت کی کمی ہے، سنبھلے اب نہیں ہیں۔ نہ تو وزیر تعلیم ہے۔ اب کس کو سناؤں؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- جی وزیر تعلیم بھی موجود نہیں ہیں یقیناً۔

شاء اللہ بلوچ:- خیر میں صرف جناب اسپیکر! میں اس zero-hour میں پیش کی گئی جو یہ جو بحران ہے تعلیمی بحران کے حوالے سے میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔ کافی تجویز نہیں دوں گا ایک دوں گا۔ وہ یہ ہے کہ سردار صاحب نے یہاں پر floor پر کہا۔ سردار میرے بھائی ہیں۔ سردار صاحب کو شاید علم نہیں ہوگا۔ سفید ریش ہیں۔ بلوچوں کے سردار ہیں۔ میں انکو نہیں کہوں گا کہ آپ نے غلط کہا ہے۔ لیکن میں آپ کو ایک چھوٹی سی بات دکھاؤں گا۔ میں نے اسمبلی میں ایک دفعہ پہلے کہا تھا۔ ہم کوئی آن پڑھ، جائز نہیں ہیں۔ جب بھی کبھی کسی نے بات کی بڑے احتیاط سے کریں۔ میرے پاس یہ order ہیں جناب اسپیکر! ابھی میں آپ کو واپس بھیج دوں گا۔ سردار صاحب نے کہا کہ ہماری schemes آتی ہیں۔ ہم high schools کو ماذل کریں گے۔ middle schools کو high کریں گے، ماذل کریں گے۔ مذل کا ہائی ہوگا۔ میں صرف آپ کی معلومات کے لیے، آپ کا ضلع بھی اسمیں شامل نہیں ہے۔ یہ notification بھی جاری ہو گیا۔ یہ school final opposition بھی کر دی انہوں نے۔ آپ کی ضلع کو اسمیں شامل نہیں کیا گیا۔ میں آپ کی معلومات کے لیے صرف پڑھنا چاہوں گا۔ یہ ان کی sir۔ یہ ہے جناب والا!

PSDP 2018-2019 Chief Minister initiative education sector, scheme-wise list of schools. Chief Minister's Schools Infrastructure and Improvement Schools in Balochistan changed, Development Programme for 100 High nomenclature and up-gradation of 33 High Schools.

جناب سو سے اسکو 33 up-gradation of 33 schools کر دیا گیا، in all districts۔ اب میں آپ کو بتارہ ہوں کہ نام کیا ہے name of school high to middle یعنی high school کو مذل کرنا ہے۔ زیارت government boys high school سنجاوی، پنجگور، government girls high school سنجاوی، پنجگور، high school کو بلو ہے اس میں۔ بارکھان ہے اس میں۔ قلات ہے اس میں۔ جعفر آباد ہے۔ --(مدخلت)۔ نہیں، دیکھیں سردار صاحب! آپ نے زبان کیا ہے۔ آپ کی زبان خراب ہو گی۔ یہ میرے ایک منٹ۔ جعفر آباد، پنجگور، چاونی، چاونی میں دو۔ سی، دکی، تزوہب اور آپ کو خدا نیردے تربت۔ باقاعدہ نام بھی لکھا ہے اُس ایم پی اے صاحب کا۔ اچھا لسیلہ میں تین۔ لسیلہ میں تین high schools کو ماذل کیا گیا، ذرا سینیں۔ اُس کے بعد جمل مگسی، مستونگ، نصیر آباد میں تین۔ اچھا! میں یہ نہیں کہ میں اس کے خلاف

ہوں۔ میں اگر Education Minister یا Chief Minister ہوتا۔ میں اپنے خداوندبارک و تعالیٰ کو، اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر میں یہ کہہ رہا ہوں کہ education کے معاملے میں، health کے معاملے میں میں جانبداری کا مظاہرہ نہیں کرتا۔ ہم جانبداری کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ میرے پاس list ہیں۔ ضلع بھی اس میں شامل نہیں۔ اور تو اور چھوٹیں میں یہ کہتا ہوں کہ جس حکومت میں بچوں میں تفریق کرتے ہیں جناب والا! آپ کو ان ممبر ان سے کسی کا چھڑہ اور شکل و صورت پسند نہیں اپنی جگہ پر۔ میں نے اس وقت بھی کہا تھا آپ بلوچستان میں یہ تفریق۔ آپ کو میے چاہیے، آپ ہمارے ساتھ جائیں، میں آپکے لیے donor conference کرو کر اس صوبے کے لیے ایک سوارب روپے لاسکتا ہوں۔ ۔۔۔ (ڈیسک بجائے گئے)۔ آپ اُسی میے پر۔ آپ کو میں نے این ایف سی کے حوالے سے کہا۔ سینڈک کے حوالے سے کہا۔ آپ بلوچستان میں یہ تفریق کہ جناب والا! ایک اسکول شامل نہیں کریں گے۔ دوسرا دفعہ شاء بلوج ایکشن ہار جائے گا۔ یا ان میں سے ان معزز ارکین کو اس کے۔ آپ ان علاقوں میں جو بچوں میں تفریق کر رہے ہیں۔ یہاں میں تفریق کر رہے ہیں۔ یہ روزگاروں میں تفریق کر رہے ہیں۔ یہ جناب والا! نیا بلوچستان نہیں۔ یہ تو کسی بوسیدہ بلوچستان میں بھی نہیں ہوتا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری یہ سفارش ہے جناب اپنیکر! آپ ایک special committee ہوں گے، بلوچستان میں جتنے بھی ہوں گی، بلوچستان upgradation کے حوالے سے، education ہوں گے، بلوچستان developments میں جتنے بھی related projects کے eudacation کا ایک profile بناؤ۔ آپ خدا کو حاضر و ناظر جان کر، دیکھیں! کہ ایسے بھی district کا، districts کا، اور ان جیسا۔ یہ میرے پاس list اپڑا ہوا ہے ان کے اپنیکر صاحب! کے 728 مرد teachers کی پوشیں خالی ہیں۔ گاوادروالے اپنا قصہ خود کریں گے۔ باقی districts والے خود کریں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں education ہمارے بچوں کی زندگی کے ساتھ، ہم کسی حکومت کو کھینٹے نہیں دیں گے۔ آپ ruling ہوں گے، ایک ایسی کمیٹی بنائیں جو بلوچستان میں modern education کو، curriculum کو، اسکولوں کی infrastructure کو، text book board کو، لنصاب کو، trainings کو، تعلیم کو، بلوچستان میں آنے والے پانچ سالوں میں۔ یہ ہماری دولت ہیں۔ یہ

بچہ ہماری دولت ہیں۔ سونا، چاندی، تیل، گیس کے، سب کے سب ختم ہو جانے والی چیزیں ہیں۔ لیکن یہ انسان جو ہیں یہ سب سے بڑی دولت ہیں اور اس دولت کے ساتھ ہم کم از کم اس حکومت کو اس طرح کھینے دیں گے۔ تو لہذا آپ ایک کمیٹی بنائیں۔ تاکہ اسکے بارے میں probe کریں، تحقیقات کریں کہ تعلیم کے حوالے سے اس طرح کی تفریق کی جا رہی ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔
جناب اسپیکر:- جی شکریہ۔

سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر مکمل سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور خواراک):۔ اسپیکر صاحب!
میرے فاضل دوست یہ جو figures دیتے ہیں، یہ معلومات ہیں، مجھے بڑی خوشی ہے کہ اتنی اچھی figures، یہ مختلف، ہم بھی سیکرٹریٹ میں پھر نے والے ہیں۔ یہ بھی سیکرٹریٹ میں پھر نے والے ہیں۔ وہاں سے اکٹھی کر کے لے آتے ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ اس ایوان کو یہ بتا دیتے ہیں۔ لیکن ہمیں اپنے ضلع کا، ہر ایک کو جو یہاں پر منتخب ہو کر آیا ہے، اُسکو اپنے ضلع کی constituency کا پتہ ہے۔ اپنے position کی position کا پتہ ہے۔ اچھا! دوسری بات سب سے۔ دوسری بات نہیں بلکہ پہلی بات کہ یہ ہم اور تم والی بات کیوں ہیں؟۔ جتنا حق اس صوبے پر میرا ہے اتنا حق آپ کا ہے۔ آپ تھوڑا صبر کریں۔ جتنا میرا حق ہے اتنا حق اُس کا بھی ہے۔ میں منتخب ہو کر آیا ہوں۔ وہ منتخب ہو کر آئے ہیں۔ پہلی تو میری گزارش یہ ہو گی کہ ہم تم اس چیز کو چھوڑ دیں۔ ہم نے ملکر، جب ہمارا ایک aim ہے کہ ہم نے اس صوبے کو ترقی دینی ہیں۔ تو ہم سب اس ہباد کا حصہ بنیں۔ ہم سے۔ ہم کیوں، میں اتنا زیادہ opposition کی طرف ہوتا ہوں، کیوں؟۔ میں سیٹ نمبر 1، سیٹ نمبر 2، ایک پر میرے مولانا عبدالواسع صاحب تشریف رکھتے تھے ایک پر میں ہوتا تھا۔ اور یہ ادھر ہوتے تھے۔ تو ہم نے face کیا ہے۔ دیکھیں جی! ہم نے opposition بھکتا کے آیا ہوں۔ اس کو پتہ ہوتا ہے کہ اگلے کا کیا ذکر ہے۔ میں opposition کو یا جو بچوں پر ہمیں کتنی تکلیف ہوتی تھی۔ کیا حلتے کے عوام آتے ہیں وہ کام جو treasury benches جواب دیتی ہے کہ ہم تمہارا نہیں کریں گے۔ ان کو face کرنا پڑتا ہے عوام کو۔ ووٹ کا دار و مدار اپنی جگہ پر ہے۔ تو لہذا میری گزارش ہو گی اس طرف والوں سے کہ ہم ایک جیسی کرسیاں، ایک جیسی میزیں ہیں۔ اس میں ہمارے اور ان کے درمیان میں کوئی فرق نہیں ہیں۔ ہم ان کو اپنا حصہ سمجھتے ہیں، ہم اپنا ساتھی سمجھتے ہیں۔ خدا را! ہمیں تھوڑا سا وقت

دیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جی! یہ point فلاناں میں نے raise کیا، opposition نے raise کیا، آپ نے کیا۔ ہم نے raise کیا۔ ہم wellcome! treasury benches نے raise کیا آپ نے کیا ہم آپ کو اپنے سے الگ نہیں سمجھتے ہیں۔ اب میں آتا ہوں دوسرے point پر۔ اعداد و شمار تو ہو گئے۔ انہوں نے بڑے خوبصورت اعداد و شمار دیئے ہیں۔ اور رقمے کے لحاظ سے چونکہ سب سے بڑا صوبہ ہے ہمارا۔ 52% - 53% - 54% تو انہوں نے اسکو اس پر تقسیم کر دیا۔ جبکہ ہماری آبادی پنجاب کے ایک لاہور کے برابر بھی نہیں ہے۔ تو انہوں نے اچھی calculation کی۔ ”کہ یہ statistic ہیں۔ میں نے اس پر اچھے golden marks لیے تھے۔“ میں بھی سمجھتا ہوں ان چیزوں کو۔ ہم نے ground realities میں جانا ہیں۔ ہماری بدستی جناب اسپیکر صاحب! اُس دن ہوئی جب 70ء میں یہاں teachers پنجاب کے، KP کے، سندھ کے، ان کو نکالا گیا زبردستی نکالا گیا۔ جب انہوں نے اس سرزی میں کوچھ چورڈیا تو ہماری تعلیم کا معیار اُس دن سے گر گیا۔

شَاءَ اللّٰهُ بِلُوْج़:- point of personal explanation جناب والا۔ personal explanation

وزیرِ مکملہ سائنس و میکنالوجی اور خواراک:- میری بات ختم ہونے دیں پھر آپ بولیں۔
جناب ڈپٹی اسپیکر:- آپ تشریف رکھیں۔

شَاءَ اللّٰهُ بِلُوْج़:- نہیں جناب والا! 1970ء میں 71ء میں کسی teacher کو زبردستی نہیں نکالا گیا۔ یہ جو ایک پروپیگنڈہ، افواہ جو کئی، اُس وقت ایک Governor's Conference ہوئی تھی جب پاکستان ہمشرقی اور مغربی پاکستان تقسیم ہوئے۔ اُس کے بعد Governor's Conference ہوئی، جس میں کھر صاحب اُس وقت --- (مدخلت)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب! آپ کیا پر ہے ہیں ایوان میں؟۔

وزیرِ مکملہ سائنس و میکنالوجی اور خواراک:- میں medicine لیتا ہوں sir میری مجبوری ہے۔ میں ایک منٹ شاء! ایک منٹ آپ کی اس میں نہیں مداخلت کر رہا ہوں۔ یا! میری بات کو سنو۔

شَاءَ اللّٰهُ بِلُوْج़:- ہمارے بزرگ اُس وقت حکومت میں تھے۔ ابھی کی حالات کی بات کریں، ابھی کی education کا؟۔

وزیر مکملہ ساننس و انفارمیشن نیکینا لوگی اور خوراک:- شاء! ایک منٹ بات سنیں۔ ایک منٹ بات سنیں ناں! ایک منٹ-Sir میں ایک medicine لے رہا ہوں۔ میرا یہ C.C. خراب ہے۔ تو آج میں ہائی کورٹ میں گیا۔ میں نے request کی اُس نج سے کہ میں۔ میری آج statement تھی۔ تو وہاں بھی میں پانی لے رہا تھا۔ تو ہر پانچ منٹ کے بعد اس کی side effect with due apologies ہے جو dry mouth ہوتا ہے۔ تو اسی لیے میں آپ سے apologies کر رہا ہوں کہ اسی وجہ سے میں پانی لے رہا ہوں other wise جناب ڈپٹی اسپیکر:- آئندہ اجازت لے کر پیش۔ جی شاء بلوج صاحب۔

وزیر مکملہ ساننس و نیکینا لوگی اور خوراک:- اچھا جناب۔

شاء اللہ بلوج:- sir دو منٹ، ایک سینٹہ بلکہ۔ جناب اسپیکر! دیکھیں! record کی درستگی کے لیے بہت ضروری ہے۔ کوئی معزز رکن، یہاں میں اسی لیے بہت سے جگہوں پر دیکھیں 1970-71 میں تقسیم پاکستان ہوا۔ تو اُس وقت جو مشرقی پاکستان میں جتنے بھی ملازم میں تھے وہاں سے نکال دیئے گئے۔ تو یہ طے پایا گیا کہ پاکستان کے چار صوبے ہیں فی الحال ان کو چاروں صوبوں میں تقسیم کریں۔ تاکہ یہ ملازم کہیں پرانگی روزی روٹی کا مسئلہ ہو جائیگا، تجوہیں۔ تو پھر وہاں پر Governor's Conference میں غوث بخش بنجوسا صاحب تھے، کھر صاحب جو تھے، وہ پنجاب کے گورنر تھے۔ یہ آپس میں یہ Governor's Conference میں چاروں صوبوں کے Governors پڑھئے اور یہ طے پایا کہ جب بھی یا کوئی آنے والے پانچ، چھ مینے میں ہر صوبہ جو ہیں اپنے حکاموں میں مختلف ملازمتیں جو ہیں پیدا کریں گے۔ اور اپنے ملازم میں کو اپنے صوبے لے جائیں گا۔ کیونکہ پھر اس کے بعد اس Governor's Conference کے فیصلوں کے مطابق وہ سارے ملازم میں بلچستان سے پنجاب چلے گئے، اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق۔

وزیر مکملہ ساننس و انفارمیشن نیکینا لوگی اور خوراک:- کوئی مرضی نہیں تھی۔

شاء اللہ بلوج:- ایک منٹ، تاریخ میں، مجھے تاریخ میں مجھے کوئی ایک۔ دیکھیں! تاریخی حوالے سے بات کریں۔ میں آپ کو Governor's Conference کے minutes گورنر ہاؤس سے نکال کر دے دوں گا۔ sir میری بات کامل ہونے دیں۔

وزیر مکملہ ساننس و انفارمیشن نیکینا لوگی اور خوراک:- آپ کی بات میں سمجھ گیا کہ وہ خود اپنی مرضی اور خوشی

سے چلے گئے۔

شاء اللہ بلوچ:- اور دوسری بات یہ ہے کہ بلوچستان میں تعلیم کے بھر ان کی شروعات جو ہیں بلکہ تعلیم شروع ہی بلوچستان میں 1971ء میں پہلا first intermediate and secondary education بنا۔

وزیر مکملہ سائنس و انفارمیشن شیکنالوجی اور خواراک:- بالکل اُس میں کوئی شک نہیں ہے۔

شاء اللہ بلوچ:- اُس سے پہلے ہم ملتان کے ساتھ منسلک تھے۔ بلوچستان کا پہلا بولان میڈیکل کالج سردار عطا اللہ مینگل صاحب کے دور میں بنا۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔

وزیر مکملہ سائنس و انفارمیشن شیکنالوجی اور خواراک:- شاء صاحب! آپ نے تقریر کر لی۔ ابھی مجھے ٹائم دیں۔ آپ نے بہت بول لیا۔ شاء صاحب! آپ ایک طریقہ کار رکھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- شاء بلوچ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

شاء اللہ بلوچ:- تعلیم تباہ کس نے کی؟ تعلیم گملوں میں اگے ہوئے لیڈرز نے بلوچستان کی تعلیم خراب کی۔

وزیر مکملہ سائنس و انفارمیشن شیکنالوجی اور خواراک:- اگر وہ history پربات کرنا چاہتے ہیں میں history پر اُنکے ساتھ بات کرتا ہوں۔ جناب! جنہوں نے کیا ہے، وہ لوگوں کو پڑھتے ہے۔ اسپیکر صاحب! مجھے فلور آپ نے دیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- آپ تشریف رکھیں شاء بلوچ صاحب!

شاء اللہ بلوچ:- بلوچستان کے سینئر لیڈر شپ نے یونیورسٹیاں دی ہیں۔ بلوچستان کو اسکول دیتے ہیں۔ long term plan دیتے سردار صاحب!

وزیر مکملہ سائنس و انفارمیشن شیکنالوجی اور خواراک:- جناب! بس صحیح ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اُس چیز کا میں ذاتی طور پر witness ہوں کہ انکو زبردستی نکالا گیا۔ میں اُس وقت ہائی اسکول میں پڑھ رہا تھا وہ ٹیچر ز۔۔۔ (مدائلت۔ آوازیں)۔ بات کرنے دیں۔ اگر ایسا ہو گا تو پھر آپ بھی نہیں کریں گے۔ آپ اپنی باری پر آئیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- آپ لوگ تشریف رکھیں۔ شاء بلوچ صاحب نے بات کی۔ اب سردار صاحب

کوبات کرنے دیں۔

وزیر مکملہ سائبنس و انفارمیشن نیکنا لو جی اور خوراک:- میں اُس چیز کا witness ہوں۔ اور میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ایک ڈرائیگ ٹیچر تھا۔ روتا ہوا وہ ڈریہ غازی خان چلا گیا۔ اُسکو نکالا گیا۔ اُس وقت کیا ہوا؟۔ میں اُس history میں نہیں جانا چاہتا۔ یہ پرانی چیزیں نہیں کھولیں۔ ہمیں سب کچھ پتہ ہے۔ ہم آج کے ہیں، ہم اس دور کی پیداوار نہیں ہیں۔ ہم اس دور کے پیداوار ہیں۔ ہمیں پتہ ہے کہ اُس وقت کیا ہوتا تھا۔ جناب اسپیکر صاحب ایہ 70ء میں ہماری تعلیم کا معیار ختم ہو گیا۔ جب یہاں اسکے ٹیچرز چلے گئے۔ بقول انکے خود چلے گئے یا نکالے گئے۔ یادو گورنروں نے آپس میں فیصلہ کیا۔ وہ نکل گئے۔ اب آتے ہیں ہم ایجوکیشن کی طرف۔ انہوں نے بڑی خوبصورت اور اُس کو جیسے ایک جلسے میں انسان چارج کرتا ہے۔ وہ انکو چارج کرتا ہے۔ ثناء صاحب سارا دن سیکرٹریٹ میں پھرتے ہیں۔ اور یہ figures جوانہوں نے دیئے۔ یہ ایجوکیشن میں available ہیں۔۔۔ (مداخلت)۔ یا را! میری بات سنیں۔ اس طریقہ سے آپ بولیں گے۔ تو ہم بھی نہیں بولنے دیں گے آپ کو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:-
آپ تشریف رکھیں۔ غیر پارلیمانی الفاظ سے پرہیز کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر مکملہ سائبنس و انفارمیشن نیکنا لو جی اور خوراک:- اگر یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں جناب اسپیکر صاحب! آپ انکو expunge کر سکتے ہیں۔ آپ بات پوری سنیں، اس طریقے سے کچھ نہیں ہو گا۔ (مداخلت)۔ تو آپ اپنے ساتھیوں کو، اس پیغز کو، تھوڑا سا مجھ سُن لیں۔ میں دو الفاظ کہتا ہوں۔ آپ اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ میں point پر بات کر رہا ہوں۔ اگر تو نہیں سُننے والی بات تو پھر اسم اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- آپ لوگ تشریف رکھیں۔ دیکھیں! آپ لوگوں نے بات کی۔ دیکھیں وہ لوگ سُن رہے تھے۔ ابھی آپ انکوبات کرنے دیں۔

وزیر مکملہ سائبنس و انفارمیشن نیکنا لو جی اور خوراک:- ہم پچھے نہیں ہیں۔ اگر یہ تاریخ میں جانا چاہتے ہیں۔ ہم تاریخ کے حوالے سے انکو جواب دینے کو تیار ہیں۔ آپ نے جواب نہیں کیں۔ ہم سُنتے رہے۔ آپ مہربانی کر کے سُنیں۔ کہ کس حد تک ہم تعاون میں جا رہے ہیں۔ اور کس حد تک with due apologies میری مجبوری ہے۔۔۔ (مداخلت)۔ نہیں وہ میں antibiotics لے رہا ہوں نا۔ وہ dry-mouth اُسکے

honorable side-affects میں نے آج آپ کے ہی قوم کا ہی توم ہیں۔ (مداخلت)۔ نذریلانگو صاحب نے مجھے allow کر دیا۔ لانگوتوبڑے دل والے ہیں۔ قادر داد لانگو بھی جانتے ہیں آپ؟۔ جناب ڈپٹی اسپیکر:۔ سردار صاحب! مختصر جواب دے دیں۔ پھر کارروائی آگے بڑھاتے ہیں۔ وزیر محکمہ ساتھی و میکنالوچی اور خوراک:۔ مختصر بھائی۔ آپ اسپیکر صاحب! ایک گزارش ہے۔ آپ ٹائم مقرر کر دیں۔ اپنی ایک روٹنگ دے دیں کہ پارلیمانی لیڈر کتنی بات کریگا۔ عام آدمی کتنی مطلب عام (مداخلت۔ شور)۔ اور حزب اختلاف اور حزب اقتدار والا جو یہ ہوتا ہے۔ آپ تو میرا خیال ہے پورے اجلاس میں ابھی دوسری دفعہ آرہے ہیں میر حمل!۔ most welcome آپ کو اللہ لے آئے۔ ہم تو آپ کا ادھرا تک رہے ہیں۔ تو جناب اسپیکر صاحب! انہوں نے کہا کہ۔ یہ انہوں نے ایک نوٹیفیکیشن دکھایا۔ بالکل ہے۔ جب میں یہاں پر کھڑا ہوں بھیتی ایک حکومت کا حصہ۔ میں جب انکو commitment دے رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ ^{بسم اللہ آپ آئیں}۔ میرے قائد Leader of the House کی بھی یہ کوشش ہے کہ۔ بلکہ کچھ اس سے بھی آگے بڑھ کر ہے کہ ہم اُس طرف والے ساتھیوں کو بھی ساتھ لیکر چلیں۔ چاہے وہ کوئی اچھی تجویز ہیں۔ ترقیاتی حوالے سے۔ یا missing کوئی بھی اس صوبے میں کوئی facilities کی بات کر سکتے ہیں۔ یا missing کوئی جو بھی ہیں۔ ہم ساتھ لیکر چلنا چاہتے ہیں بسم اللہ۔ میں نے ایک بات کیا۔ آپ آئیں۔ پہلی بات میں ایک اور۔ دوستوں کو ایک بات کہتا ہوں۔ میرے پاس۔ آپ ہنسیں نہیں نا۔ آرام سے۔ میں آپ لوگوں کی بھلائی کی باتیں کرتا ہوں۔ آپ لوگ ہنستے ہو، بسم اللہ، زور زور سے ہنسیں۔ میرے پاس جناب اسپیکر صاحب! دو بھکے ہیں۔ فوڈ اور پاپلیشن۔ میں، چلو یہ کہتے ہیں کہ میں نے ایجوکیشن میں غلط بیانی کی ہے۔ میں اپنے مکملوں کا تو منظر ہوں۔ میرے پاس اختیار ہے۔ اُس طرف 23 آدمی ہیں۔ چلو 24 ہو جائیں بسم اللہ۔ کبھی 22 ہو جائیں گے۔ میں openly انکو کہہ رہا ہوں۔ میرا دفتر۔ میرے بھکے۔ انکے جو حلقات ہیں۔ میں اپنے اختیارات انکو منتقل کر رہا ہوں۔ میرے ڈیپارٹمنٹ میں جو بھی مسائل ہوں گے انکے۔ یہ میرے گھر۔ میرے دفتر، میرے چیمبر۔ پھر ایسا نہ ہو جائے کہ وہ جو سندھ میں ہوا تھا۔ اور نصرت سحر کو اس نے کہا کہ چیمبر میں آتا ہوں۔ اُس نے پتہ نہیں کیا لے لیا۔ چیبر mean میرا آفس۔ ادھر کا آفس۔ openly they are most welcome۔ اپنے حلقات کی حد تک۔ جو بھی دیں گے مجھے منظور ہے۔ (مداخلت۔) تو اسی لیئے تو میں کوشش کر رہا ہوں کہ آبادی کم کراؤ نا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- آپ تشریف رکھیں۔

سردار عبدالرحمن کی تھران (وزیر ملکہ سائنس و تکنالوژی اور خواراک) :- انہوں نے ایجوکیشن کے حوالے سے جو بھی فرمایا ہے۔ میرے مکمل سائنس و تکنالوژی اور خواراک) :- ہم ان تینوں چیزوں پر on-board ہیں۔ 60%， 50% even کی علاقوں کی میں کہتا ہوں کہ میرے حلقے میں بھی کچھ ایسے ہیں۔ جو ابھی تک میں نے تجاویز نہیں دی ہیں۔ تو میں نے جب کہا کہ اللہ آئیں۔ منسٹر ایجوکیشن کا دفتر کھلا ہوا ہے۔ اور یہاں پر اسکے Minister میں کھڑا ہوں۔ آپ میرے دفتر میں آئیں۔ آپ اپنی تجاویز دیں۔ جتنی دے سکتے ہیں۔ ہم اس میں جو مناسب ہوگی۔ اس کو entertain کریں گے۔ اور ان شاء اللہ provide کریں گے۔ اب جیسے فاضل دوست نے کہا کہ شیکست بگ بورڈ۔ یہ آج کہہ رہے ہیں۔ ہم پرسوں کی جو ہماری کہنٹ میٹنگ ہے۔ وہ آج آجائے گی، minutes میں انکو ان شاء اللہ provide کروں گا۔ ہم نے ایک نہیں۔ دونہیں۔ چار نہیں۔ ہم نے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں۔ سات کے سات میں ہماری کاپینیٹ کو یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ ہم نے کہا کہ انکے اٹھ میڈیٹ کے بورڈ۔ ہم نے یہ decide کر دیا ہے کہ ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں۔ بلکہ ہمارے جو قائد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسکے بعد next step ہمارا ڈسٹرکٹ لیول پر ہم لے جائیں گے۔ decentralized کر رہے ہم اسکو۔ تربت کا۔ گوادر کا۔ بارکھان کا، ڈیرہ گلگت کا، خاران کا۔ آواران کا ایک بچہ آتا ہے۔ وہ اپنے بورڈ سے اپنا ڈیٹیل مارک شیٹ نکلوانے کیلئے۔ paper rechecked کرنے کیلئے۔ یا کوئی بھی مسئلہ ہے۔ تو وہاں سے وہ غریب سفر کر کے کوئی میں آتا ہے۔ اور ادھر در بدر پھر رہا ہوتا ہے۔ تو میرے قائد نے فیصلہ کیا ہے کہ immediately جتنی بھی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہیں۔ سات کے سات وہاں پر بورڈ yes gender disparity immediately قائم کیتے جائیں۔ اب انہوں نے کہا کہ reason یہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ اس کی ذمہ دار ہے۔ ہم اس صوبے میں قبائلی معاشرے میں رہتے ہیں۔ آج سے کچھ سال پہلے اسپیکر صاحب! چلے جائیں۔ تو نچی کی تعلیم تو بہت دور کی بات ہے۔ تھوڑی سی وہ بڑی ہوتی تھی تو اسکی باہر نکلنے پر بابندی ہو جاتی تھی۔ آج الحمد للہ قبائلی علاقوں میں کافی قائم کیتے گئے ہیں۔ اسکوں ہیں۔ اب بد قسمتی یہ ہے کہ جس کو کوئی اور job نہیں ملتی ہے وہ ٹیچر بھرتی ہو جاتا تھا۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ مجھے وظیفہ رہا ہے۔ وہ تکفیف ہی گوارانہیں کرتا کہ سکول میں جائے۔ وہ یہ کبھی

نہیں سوچتا ہے بحثیت اس سرزی میں کے مالک کے طور پر۔ اُس گاؤں کے مالک کے طور پر۔ اُس ضلع کے، اُس حلقوہ کے۔ کہ میرے نہ جانے سے یہ چالیس، پچاس بچے، پچیاں انکا مستقبل بر باد ہو رہا ہے۔ وہ مال غنیمت کے طور پر تیس سال تک وہ ایک تنخواہ لے رہا ہوتا ہے۔ اور وہ اسکو جانے کو اپنے لیئے باعث شرم محسوس کرتا ہے۔ اس میں بھی میں کہتا ہوں کہ "سم اللہ۔ جب ہم ایک صوبے کے ہیں۔ اس سرزی میں کی خیر مناتے ہیں۔ آپ آئیں۔ ہم نے قانون لایا۔ ہم نے قانون لیا جناب اپنیکر صاحب! کہ جو غیر حاضر ہو گا۔ جہاں پر اُسکی تعیناتی ہو گی۔ اگر وہ اس چیز کا مجرم کہے سکے ہیں آپ۔ ملزم کہہ سکے اسکو۔ اسکو جو نام دیں۔ کیونکہ ایجو کیشن ایسی چیز ہے کہ یہ بچیوں کی زندگی کا سوال ہے۔ نسلوں کا سوال ہے۔ ہم نے اُس کیلئے کابینہ میں قانون سازی کی ہے۔ اُس کے very next day جی ٹیچروں کے جلوں شروع ہو گئے۔ اُس میں دوستوں کو میں نے پہلے بھی request کیا۔ آج بھی کہتا ہوں کہ ہم اسمبلی میں لارہے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کندھے سے کندھا ملائیں۔ ہم ان بندسکولوں کو کھولنا چاہتے ہیں۔ جو بچے، بچیاں ہماری باہر پھر رہتی ہیں۔ انکو ہم سکول میں لانا چاہتے ہیں۔ ہم incentivے میں انشاء اللہ۔ ہمیں آئے ہوئے جمع، جمع۔ سات دن ہوئے ہیں۔ کچھ چیزوں کی یہ نشاندہی کر رہے ہیں۔ کچھ چیزوں کی ہم نشاندہی کر رہے ہیں۔ redressal ٹریڈری ٹیچر کے پاس کیونکہ حکومت ہوتی ہے۔ وہ کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تقسیم جو ڈل اور پرائز مری اور ہائی اسکول کی۔ یہ میرے بھائی بیٹھے ہیں۔ میرے دوست ہیں۔ کل میں اُدھر تھا۔ مجھے انکی تکالیف کا پتہ ہے۔ بیباں پر ایک ایجو کیشن منستر کہتا تھا "کہ جی ہم ہیں۔ ٹریڈری ٹیچر ہیں۔ اور کوئی اپوزیشن نہیں ہے"۔ ہم کہتے ہیں کہ آپ ہیں۔ ہم کچھ نہیں ہیں۔ آپ کی تجاویز، آپ کی رہنمائی ہمارے لیئے مشعل راہ ہو گی۔ کل Monday Sunday ہے۔ کو میرے آفس میں میں most welcome کھوں گا کہ آئیں۔ تجاویز لیکر آئیں۔ میری بلکہ ثناء بھائی سے بات بھی ہوئی۔ میں نے کہا کہ جس جگہ پر آپ لوگوں کو کوئی رکاوٹ ہوتی ہے میں حاضر ہوں۔ بحثیت ایک ادنی سا اس حکومت کا حصہ۔ میں انکو ساتھ لیکر چلنا چاہتا ہوں۔ چاہے ڈولپمنٹ ہو۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے اور آج بھی انکو offer کر رہا ہوں۔ پھر کیوں ناراض ہوتے ہیں؟۔۔۔ (اذان کی آواز۔ خاموشی)۔ آپ مجھے بات complete کرنے دیں۔ آپ کو فلو رہیں دیا اپنیکر نے۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ (مدخلت)۔

میرزا بدی علی ریکی:- میر صاحب! میری بات سنیں اپنیکر صاحب!

وزیر محکمہ سائنس و انفار میشن میکنالوجی اور خوراک:- میری بات چل رہی ہے اپنیکر صاحب! اُسکو

ضرور فور دیں۔ مجھے end میں بات ختم کرنے دیں۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- ریکی صاحب! آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ بس یہ ختم کرتے ہیں۔۔۔
(مداخلت)۔

وزیر یونیورسٹیز و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور خوراک:- میں ختم کر رہاں ہوں۔ پھر آپ بولیں۔

میرزا بدعلی ریکی:- کورم پورا نہیں ہے۔ یہاں پر بیٹھنے کی پھر کیا ضرورت ہے ابھی؟۔

وزیر یونیورسٹیز و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور خوراک:- میں نے تجویز دیا اسپیکر صاحب! ایک ٹائم
مقرر کر دیں۔ اُس سے ایک منٹ اوپر نہ ہوں خلاص۔۔۔ (مداخلت)۔

میرزا بدعلی ریکی:- سوالوں کا جواب کون دے گا؟۔

وزیر یونیورسٹیز و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور خوراک:- میں دے رہا ہوں۔ آپ کریں نام
سوال۔ اچھا جناب آخر میں ۔۔۔ (مداخلت)۔ زبردست۔ اسمبلی آپکی بھی ہے۔ صرف حکومت کی تو نہیں
ہے۔

(اس مرحلہ میں کورم کی نشاندہی پر ارکین کی گنتی کی گئی)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:- بس اگر کورم پورا نہیں ہے تو ہم بھی پھر گورنر کا حکم نامہ پڑھ کر سنادیں گے۔ پانچ منٹ کیلئے
کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں۔ تاہم کورم پورا نہیں کیا گیا۔ اب میں گورنر کا انگریزی حکم نامہ پڑھ کر سناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred upon me by Article 109 (b) of the
Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Justice Retired
Amanullah Khan Yaseen Zai, Governor of Balochistan hereby order that on
conclusion of business the session of the Provincial Assembly of
Balochistan shall stand prorogue on Saturday the 12th January, 2019.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک متوجی کیا جاتا ہے۔ شکریہ۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07:00 بجکر 25 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

